

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

ماہنامہ
بنات اہلسنت

شمارہ 8

اگست 2015

جلد نمبر 6

سفر حج اور خواتین
کے چند اہم مسائل



تیمارداری

• روح کی غذا

مدارس اسلامیہ کا نیا تعلیمی سال

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

www.ahnafmedia.com

ناشر

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

بناہلسنت

شماره نمبر 8

اگست 2015

جلد نمبر 6

معاون مدیر

محمد کلیم اللہ محضی
مولانا

مدیر

محمد الیاس گھمن
مولانا

خط و کتابت کا پتہ

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر سالانہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا

mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ 300 روپے
زر تعاون

سرکولیشن مینیجر

0332-6311808

صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp

+923062251253

مرکز اہل السنّت والجماعت سرگودھا

فہرست

- 5 مدارس اسلامیہ کا نیا تعلیمی سال
اداریہ
- 7 سفر حج اور خواتین کے چند اہم مسائل
مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ
- 16 فقید المثال دورہ تحقیق المسائل
مولانا محمد کلیم اللہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- 20 سیلاب قدرتی آفت یا غفلت؟
میونسٹری صدف
- 24 روح کی غذا
ناصر محمود
- 30 مغرب میں قبول اسلام
عبد اللہ کوہستانی
- 33 تیمارداری
متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن
- 36 اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام
محمد اقبال، انک
- 39 حسد
سریم سمیر
- 42 گلزار جلتے ہیں!!
عائشہ عبداللہ

درس قرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ اوتوا العلم درجت .

تفسیر:

کلام پاک میں سب سے پہلا لفظ جو پروردگار عالم جل شانہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا وہ 'قرء' ہے، یعنی پڑھ، اور قرآن پاک کی چھ ہزار آیتوں میں سب سے پہلے جو پانچ آیتیں نازل فرمائی گئیں ان سے بھی قلم کی اہمیت اور علم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، ارشاد ہے:

ترجمہ: پڑھ اور جان کہ تیرا رب کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم کے ذریعے سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا۔

گویا وحی الہی کے آغاز ہی میں جس چیز کی طرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوعِ بشر کو توجہ دلائی گئی، وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم و تربیت کے جو اہر و زیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت کے منصبِ عظیم سے نوازا گیا، اس وقت جزیرۃ العرب کی کیا حالت تھی؟

قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی، قتل اولاد، زنا، بت پرستی کون سی ایسی برائی تھی جو ان میں پائی نہ جاتی ہو۔ اللہ کے رسول نے ان کی تعلیم و تربیت اس انداز سے کی اور زندگی گزارنے کے ایسے اصول بتائے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی حالت یکسر بدل گئی اور تہذیبی قدروں سے آشنا ہو گئے۔ جہاں اور جدھر دیکھیے لوگ تعلیم و تعلم سے جڑ گئے اور قرآن و حدیث کی افہام و تفہیم میں مشغول ہو گئے۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے (ترجمہ): اللہ تم میں سے ان لوگوں کے درجے

بلند کر دے گا جو ایمان لائے، اور جنہوں نے علم حاصل کیا۔

درسِ حدیث

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إِمَّا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا مُبَشِّرًا

رحمة مُهَدَاةً.

(التعميد لابن عبد البرج 5 ص 118)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تعلیم دینے والا، خوشخبری دینے والا، رحمتیں بانٹنے والا اور ہدایت عام کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تشریح:

جو کوئی حصول علم کیلئے نکلتا ہے اللہ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے حضرت صفوان بن عسال سے مرفوعاً روایت ہے کہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں تاکہ وہ راضی رہے اور حصول علم میں دل لگا کر مشغول رہے۔ حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں حضرت ابو درداء کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی مدینہ منورہ سے ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جاننے کیلئے آیا۔ حضرت ابو درداء نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو علم دین کیلئے نکلتا ہے اللہ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب دین کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے اور ارض و سماء کی ساری مخلوق حتیٰ کہ سمندروں کی مچھلیاں گہرے پانیوں میں ان کیلئے استغفار کرتی ہیں۔ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی سارے ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ انبیاء کا ورثہ درہم و دینار نہیں ہوتا بلکہ علم دین ہوتا ہے جو جتنا زیادہ حاصل کرے گا اتنی ہی فضیلت حاصل کر سکے گا۔

(سنن ابی داؤد)

مدارس اسلامیہ کا نیا تعلیمی سال

کھ..... ادارہ

اللہ کریم سارے جہانوں کا خالق اور پروردگار ہے تمام مخلوقات کا وجود اسی کے ارادہ کن کا مظہر ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ مخلوق کا نفع کس میں ہے اور اس کے لیے نقصان دہ امور کون سے ہیں۔؟

چونکہ اس ذات کا علم کامل ہے اس لیے اس نے مخلوقات میں سے انس و جن کو ایمان و احکام کا مکلف بنایا۔ پھر اپنے اسی کامل علم کی بنیاد پر مکلف مخلوقات کی رہنمائی کے لیے دستور حیات قرآن کریم نازل فرمایا۔

پھر یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کلام ربانی کے اسرار، حکمتیں اور مراد معلوم کرنا ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے، ترقیات پانے اور آخرت سنوارنے کے زریں اصول سمجھائے اگر انہی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر زندگی بسر کی جائے تو کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں اور اگر ان اصولوں سے روگردانی کر کے زندگی کے دن کاٹے جائیں تو ممکن ہے کہ دنیا میں بظاہر کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے لیکن آخرت ضرور برباد ہوگی۔

آج انہی اصولوں کو سیکھنے، سکھانے اور اپنانے کی ضرورت ہے اور یہ سب کچھ مدارس اسلامیہ سے ہی مل سکتا ہے۔

حق تعالیٰ کی محبت و معرفت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری

قرآن کا تقدس، وحی کا نور، کلام الہی کی معنویت

دوسری طرف اس بات کا انکار بھی کیا جا سکتا کہ جب تک یہ مذکورہ بالا تمام چیزیں باقی ہیں قیامت کبریٰ کا وقوع نہیں ہو سکتا گویا دنیا کا سارا نظام مدارس اسلامیہ ہی کا مرہون منت ہے۔

آج کچھ نام نہاد عقلمندوں کی رائے یہ ہے:
مدارس اسلامیہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

موجودہ دور کے چیلنجز کو نبھانے کی اہلیان مدارس میں اہلیت نہیں، جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی علوم پر ان کو دسترس نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن زمینی حقائق ان مضحکہ خیز پروپیگنڈے کا بڑی شدت سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن بحیثیت عالم اور انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہونے کے ناتے ان کی ذمہ داریاں بالکل الگ ہیں۔ دین کی تبلیغ، اشاعت، تحفظ اور نفاذ، صحیح عقائد و مسائل اور احکامات اسلامیہ کا پرچار ہی ان کی محنت کا میدان ہے۔ اس حوالے سے صحیح تعلیم و تربیت، اصلاح نفس و تزکیہ باطن کی عملی درس گاہیں ہی حقیقت میں مدارس اسلامیہ کہلانے کی مستحق ہیں۔

خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو خود بھی علوم شریعت سے بہرہ ور ہیں اور اپنی اولاد کو بھی اس راہ پر چلا رہے ہیں۔ قرآن و سنت میں اہل علم کے بے شمار فضائل مذکور ہیں۔ اللہ کرے مدارس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔ اللہ کریم اہلیان مدارس کی تمام کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت نصیب فرمائے۔

شوال المکرم سے مدارس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو چکا ہے۔ مہمانان رسول جوق در جوق مدارس میں کھنچے چلے آئے ہیں۔ اور یہاں آکر انہوں نے یہ پیغام دیا ہے کہ مدارس پر انگلی اٹھانے والو! تمہارے مننی پروپیگنڈوں سے متلاشیان علم اور داعیان حق کا قافلہ کبھی نہیں رُک پائے گا۔

سفر حج اور خواتین کے چند اہم مسائل

مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

محرم کسے کہتے ہیں؟

سوال... ایک میاں بیوی اکٹھے حج کے لئے جا رہے ہیں، میاں مردِ صالح و پرہیزگار ہے، بیوی کی ایک رشتہ دار عورت ان میاں بیوی کے ہمراہ حج کے لئے جانا چاہتی ہے اور وہ رشتہ دار عورت ایسی ہے جس کا نکاح بیوی کی زندگی میں یا دورانِ نکاح اس کے میاں سے نہیں ہو سکتا، مثلاً: بیوی کی بھتیجی، بیوی کی بھانجی، بیوی کی سگی بہن۔

جواب... محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہو سکے۔ بیوی کی بہن، بھانجی، بھتیجی شوہر کے لئے نامحرم ہیں، ان کے ساتھ جانا جائز نہیں۔

عورتوں کے لئے حج میں محرم کی شرط کیوں ہے؟

سوال... ایک لڑکی نے منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کیا، کیا یہ اس کا محرم ہے؟ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور پھر عورتوں کے لئے حج میں محرم کی شرط کیوں ہے؟

جواب... کسی اجنبی آدمی کو بھائی بنانے سے وہ محرم نہیں بن جاتا، اس لئے نکاح جائز ہے۔ میں شرعی مسئلہ بتاتا ہوں، ”کیوں“ کا جواب نہیں دیا کرتا۔ مگر آپ کے اطمینان کے لئے لکھتا ہوں کہ بغیر محرم کے عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزت و عصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے، اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرم کے بغیر حج پر گئیں اور گندگی میں مبتلا ہو کر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں اور عورت کو اٹھانے، بٹھانے کی ضرورت

پیش آسکتی ہے، کوئی محرم ساتھ نہیں ہوگا تو عورت کے لئے ڈشواریاں پیش آئیں گی۔

عورت کو عمرہ کے لئے تنہا سفر جائز نہیں لیکن عمرہ ادا ہو جائے گا:

سوال... میں عمرہ کے ارادے سے نکلنا چاہتی ہوں، ایئرپورٹ تک میرے شوہر ساتھ ہیں، جدہ میں ایئرپورٹ پر میرے بھائی موجود ہیں، پھر ان کے ساتھ عمرہ ادا کرتی ہوں، پھر جدہ سے بھائی جہاز میں سوار کر دیتے ہیں، یہاں پر شوہر اتار لیتے ہیں، ایسی صورت میں عمرہ ادا ہو جائے گا؟

جواب... عمرہ ادا ہو جاتا ہے، مگر آپ کا ہوائی جہاز کا تنہا سفر کرنا جائز نہیں۔

کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر:

سوال... اگر کوئی عورت حج کے لئے مکہ مکرمہ کا ارادہ رکھتی ہو جبکہ اس کا محرم ساتھ نہیں آسکتا، مگر یہ کہ کراچی سے سوار کر سکتا ہے، جبکہ اس کا بھائی جدہ ایئرپورٹ پر موجود ہے، ایسی عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب... کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔

بغیر محرم کے حج کا سفر:

سوال... بغیر محرم کے حج کے لئے جانے کے بارے میں مشروع حکم کیا ہے؟ محرم کے بغیر عورت کا حج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حکومتِ وقت نے حج کی درخواستیں قبول کرنے کے لئے عورت کے لئے محرم کا نام و پتہ وغیرہ لکھنے کی ضروری شرط عائد کر رکھی ہے، جو عورتیں بغیر محرم کو محرم دکھا کر حج کرنے چلی جائیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب... بغیر محرم؛ سفر حج جائز نہیں، نا محرم کو محرم دکھا کر حج کا سفر کرنا ذہرا گناہ ہے۔

حج کے لئے بغیر محرم کو محرم بنانا گناہ ہے:

سوال... ایک خاتون جو دو مرتبہ حج کر چکی ہیں اور جن کی عمر بھی ساٹھ سال سے تجاوز

کر چکی ہے، تیسری مرتبہ حج بدل کی نیت سے جانا چاہتی ہیں، اس صورت میں گروپ لیڈر کو جو شرعی محرم نہیں ہے، اس کو اپنا محرم قرار دے کر جبکہ اسی گروپ میں پندرہ بیس دیگر خواتین بھی گروپ لیڈر ہی کو محرم بنا کر (جو ان کا شرعی محرم نہیں ہے) حج پر جا رہی ہیں، ایسی خواتین کا حج درست ہو گا یا نہیں؟

جواب... محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں، گوج ادا ہو جائے گا، لیکن جھوٹ اور بغیر محرم کے سفر کا گناہ سر پر رہے گا۔

عورت کو محرم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں:

سوال... میں حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہوں اور اللہ پاک کا شکر ہے کہ اتنی حیثیت ہے کہ میں اپنا حج کا خرچہ اٹھا سکوں، لیکن مشکل یہ ہے کہ میرے ساتھ جانے والا کوئی نہیں ہے، ماشاء اللہ میرے چار بیٹے ہیں، جن میں دو شادی شدہ ہیں اور اپنی کاروباری اور گھریلو زندگی میں مصروف ہیں، اور ایک گورنمنٹ سروس میں ہے، جنہیں چھٹی ملنا مشکل ہے، بلکہ ناممکن ہے، اور چوتھا بیٹا ابھی تیرہ سال کا ہے اور قرآن پاک حفظ کر رہا ہے۔ کیا میں گروپ کے ساتھ حج کرنے جاسکتی ہوں یا اور کوئی طریقہ ہے؟ برائے مہربانی جواب دے کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

جواب... عورت کا بغیر محرم کے سفر حج پر جانا جائز نہیں، آپ کے صاحب زادوں کو چاہئے کہ ان میں سے کوئی اپنی مصروفیتوں کو آگے پیچھے کر کے آپ کے ساتھ حج پر جائے، کل تیس پینتیس دن تو خرچ ہوتے ہیں، آپ کے صاحب زادوں کے لئے آپ کے حج کی خاطر اتنی قربانی دینا کیا مشکل ہے؟

بغیر محرم کے حج

سوال... میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۶ء میں ہوا، میں گھر کا بڑا فرد ہوں، ان کی

وفات کے بعد میرے اوپر ذمہ داریاں تھیں جو کہ کافی تھیں، خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اس عرصے میں والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی ذمہ داریاں پوری کیں، سابقہ سال میں، میں نے اپنی چھوٹی بہن کی شادی بھی کر دی ہے، اب مجھ پر کوئی ایسی ذمہ داری نہ تھی اور نہ ہی ہے۔ میری والدہ صاحبہ کو جو کہ کراچی میں مقیم ہیں، اس سال حج اسکیم کے تحت لوگ حج پر جا رہے تھے تو میرے دوست اور ان کی والدہ بھی جا رہی تھیں، انہوں نے ڈرافٹ بنوایا جو کہ کل ۲۵۱۲۰ روپے فی فرد کے حساب سے ہوتا ہے، میں نے اپنی والدہ کے لئے حج ڈرافٹ بنوایا اور ان کے ساتھ ہی ارسال کر دیا جو کہ تینوں ڈرافٹ ایک ساتھ جمع ہو گئے ہیں اور گورنمنٹ سے منظوری بھی آگئی ہے کہ حج پر جاسکتی ہیں، جبکہ والدہ اور جن کے ساتھ جا رہی ہیں، وہ صاحب دین دار ہیں یعنی نماز وغیرہ کے مکمل پابند ہیں، میں گورنمنٹ میں ملازم ہوں کیونکہ مجھے چھٹی نہیں مل سکتی، میں سوچ رہا ہوں کہ چھٹی مل جانے پر میں یہاں ریاض سے کار کے ذریعہ جاسکوں گا اور جدہ ایئرپورٹ پر ان سے ملاقات کر لوں اور ساتھ حج بھی کر لوں، لیکن میں نے ایک دن نماز کے بعد پیش امام صاحب سے پوچھا جو کہ بنگلہ دیش سے تعلق رکھتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ حنفی مذہب میں بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی ہیں، حج تو بہت دور رہا۔ اب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کیا میری والدہ کا حج ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں دوسرے عالم جو مصر سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ہو سکتا ہے، جبکہ ان کی تاریخ پیدائش ۱۹۲۶ء ہے جو کہ عمر ۵۸ سال بنتی ہے۔ میں نے یوں بھی کوشش کی تھی کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اور حالات بھی کل کیا ہوں، کل سروس رہے یا نہ رہے، اس وقت میرے حالات اچھے ہیں خدا تعالیٰ کا شکر ہے، اور میری یہ خواہش تھی کہ میں اپنی والدہ کو حج کرادوں اور یہی دُعا کرتا ہوں اور کرتا تھا کہ تمام بہنوں اور بھائیوں کی شادی سے فارغ ہو جاؤں تو پھر والدہ کو حج بھی کرادوں

گا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے یہ ذمہ داریاں پوری کر دیں ہیں۔ خدا تعالیٰ میری یہ آخری خواہش بھی پوری کر دے تو اچھا ہے، بہر حال مجھے جواب دیں تو میں آپ کا بڑا ہی شکر گزار ہوں گا تاکہ مجھے تسلی ہو جائے۔

جواب... فقہ حنفی میں عورت کا بغیر محرم کے سفر حج پر جانا جائز نہیں، لیکن اگر چلی جائے گی توجیح ہو جائے گا، گو تہا سفر کرنے کا گناہ ہو گا۔ شافعی مذہب میں بھروسے کی عورتوں کے ساتھ عورت کا حج پر جانا جائز ہے، وہ مصری عالم شافعی مذہب کے ہوں گے۔

محرم کے بغیر بوڑھی عورت کا حج تو ہو گیا لیکن گناہ گار ہوگی:

سوال... ہمارے ایک دوست کی بوڑھی، عبادت گزار نانی بغیر محرم کے بغرض ادائے فریضہ حج بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے جدہ روانہ ہوئی ہیں۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کراچی سے جدہ تک کا سفر بغیر محرم کے قابل قبول ہے یا اس طرح حج نہیں ہو گا یا اس میں کوئی رعایت ہے؟ کیونکہ محترمہ کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی ان کا شوہر حیات ہے، اور ان کو حج کی تمنا ہے۔ تو کیا اسلام میں اس کے لئے کوئی رعایت ہے؟ نیز ہزاروں عورتیں جن کا کوئی محرم نہیں ہوتا کیا وہ حج نہ کریں؟

جواب... بغیر محرم کے عورت اگر جائے توجیح تو اس کا ہو جائے گا، مگر سفر کرنا بغیر محرم کے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں، تو اس ناجائز سفر کا گناہ الگ ہو گا۔ مگر چونکہ بوڑھی اماں کا سفر زیادہ فتنے کا موجب نہیں، اس لئے ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو رعایت مل جائے، تاہم انہیں اس ناجائز سفر کرنے پر خدا تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ: ”ہزاروں عورتیں جن کا کوئی نہیں ہوتا، کیا وہ حج نہ کریں؟“ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک محرم میسر نہ ہو، عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، اس لئے نہ کریں، اور اگر بہت ہی شوق ہے تو نکاح کر لیا کریں۔

ضعیف عورت کا ضعیف نامحرم مرد کے ساتھ حج:

سوال... کیا ۵۰ سال، ۶۰ سال یا ۷۰ سال کی نامحرم عورت ۷۰ سال کے نامحرم مرد کے ساتھ حج، عمرہ کر سکتی ہے؟ اگر عمرہ عورت نے کر لیا تو اس کا کفارہ کیا ہو گا؟
جواب... نامحرم کے ساتھ حج و عمرہ کا سفر بوڑھی عورت کے لئے بھی جائز نہیں، اگر کر لیا تو حج کی فرضیت تو ادا ہو گئی، لیکن گناہ ہوا، توبہ و استغفار کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

ممائی کا بھانجے کے ساتھ حج کرنا:

سوال... میری والدہ اس سال حج پر جانا چاہتی ہیں اور میرے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ میرے پھوپھی زاد بھائی اپنی والدہ، خالہ اور پھوپھی کے ساتھ جا رہے ہیں اور میری والدہ ان کے ساتھ جانا چاہ رہی ہیں، میری والدہ رشتے میں میرے پھوپھی زاد بھائی کی سگی ممانی ہوتی ہیں، شرعی لحاظ سے قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ممانی بھی بھانجے کے ساتھ حج کرنے جا سکتی ہیں یا کوئی اور صورت اس کی ہو سکتی ہے؟
جواب... ممانی شرعاً محرم نہیں، وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جا سکتی۔

بہنوئی کے ساتھ حج یا سفر کرنا:

سوال... اگر بہنوئی کے ساتھ حج یا کسی اور ایسے سفر پر جہاں محرم کے ساتھ جانا ہوتا ہے، جا سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ بہن بھی ساتھ جا رہی ہو۔
جواب... بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں۔

سوال... مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں اور بیوی حج کو جانا چاہتے ہوں تو کیا ان کے ہمراہ بیوی کی بہن بھی بطور محرم جا سکتی ہے؟ شرعی طور پر ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی ہمیشہ سے نکاح جائز نہیں، اس لحاظ سے تو سالی محرم ہی ہوئی۔ بہر حال اگر حکومت پاکستان اس مسئلے کی وضاحت اخباروں میں شائع کر دے تو بہت سے لوگ ذہنی

پریشانی سے بچ جائیں گے۔

جواب... محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو۔ سالی محرم نہیں، چنانچہ اگر شوہر بیوی کو طلاق دیدے یا بیوی کا انتقال ہو جائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ اور نامحرم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم بن جاتا ہے۔

جھپٹھ یا دوسرے نامحرم کے ساتھ سفر حج:

سوال... الف وب دو بھائی ہیں، چھوٹے بھائی الف کی اہلیہ ب (شوہر کے بڑے بھائی) کے ساتھ حج پر جانا چاہتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟
جواب... عورت کا جھپٹھ نامحرم ہے، اور نامحرم کے ساتھ سفر حج پر جانا جائز نہیں۔

شوہر کے سگے چچا کے ساتھ سفر حج کرنا:

سوال... میری بیوی، میرے حقیقی چچا کے ساتھ میری رضامندی سے حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے، کاغذات وغیرہ داخل کر دیئے ہیں، کیا میرے چچا کی حیثیت غیر محرم کی تو نہ ہو جائے گی؟ شرعاً ان کے ساتھ میری بیوی جاسکتی ہے یا نہیں؟
جواب... اگر آپ کی بیوی کی آپ کے چچا سے اور کوئی قرابت نہیں، تو یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں اور آپ کی بیوی کا اس کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں۔

عورت کا بیٹی کے سسر و ساس کے ساتھ سفر حج:

سوال... میں اور میری بیوی کا اس سال حج پر جانے کا مصمم ارادہ ہے، میرے ہمراہ میرے سالے کی بیوی جو کہ میرے لڑکے کی ساس بھی ہے، وہ بھی حج پر جانا چاہتی ہے اور اس کی عمر ۶۰ سال ہے، جبکہ میرے سالے کے انتقال کو دو سال گزر چکے ہیں، وہ بضد ہے کہ آپ لوگوں سے اچھا میرا ساتھ جانے والا کوئی نہ ہوگا۔ لہذا مسئلہ یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ کس صورت سے حج پر جاسکتی ہیں؟

جواب... آپ اس کے محرم نہیں اور محرم کے بغیر سفر حج جائز نہیں، اگر چلی جائے گی تو حج ادا ہو جائے گا، مگر گناہ گار ہوگی۔

بہن کے دیور کے ساتھ سفر حج و عمرہ:

سوال... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے حج نہیں کیا، کیا میں عمرہ کر سکتی ہوں؟ میری بہن کا دیور اس مرتبہ حج پر جا رہا ہے، وہ ہمارا رشتہ دار بھی ہے اور شادی شدہ بھی ہے، کیونکہ مجھے یہاں پر بہت سے لوگوں نے کہا کہ جو ان لڑکی دوسرے آدمی کے ساتھ نہیں جاسکتی، کیا میں اس کے ساتھ حج پر جاسکتی ہوں؟

جواب... بہن کا دیور محرم نہیں ہوتا، اور محرم کے بغیر حج یا عمرہ کے لئے جانا جائز نہیں۔

عورت کا منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا:

سوال... نا محرم کے ساتھ حج پر جانا کیسا ہے؟ اگر عورت بغیر محرم کے حج پر جائے یا کسی نا محرم کو محرم بنا کر اس کے ہمراہ جائے تو اس کا یہ عمل کیسا ہوگا؟ ہماری پھوپھی امسال حج پر گئی ہیں، انہوں نے حج کا سفر اپنے ایک منہ بولے بھائی کے ہمراہ کیا اور انہیں محرم ظاہر کیا، حالانکہ ان کے بیٹے بیٹیاں بھی ہیں، مگر وہ اکیلی منہ بولے بھائی کے ہمراہ گئیں۔ کیا منہ بولے بھائی کو محرم بنایا جاسکتا ہے؟ کیا اس کے ہمراہ ارکان حج ادا کر سکتے ہیں؟ کیا ان کا حج ہو گیا؟

جواب... عورت کا بغیر محرم کے سفر پر جانا گناہ ہے، حج تو ہو جائے گا، لیکن عورت گناہ گار ہوگی۔ منہ بولا بھائی محرم نہیں ہوتا، اس کو محرم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے۔

عورت کا ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو:

سوال... ایک خاتون بغرض حج جانا چاہتی ہیں، شوہر کا انتقال ہو گیا، کسی اور محرم کا انتظام نہیں ہو پاتا۔ کیا یہ خاتون کسی ایسے مرد کے ساتھ جاسکتی ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی

ہو یا کسی ایسی خاتون کے ساتھ جاسکتی ہیں جن کے ساتھ ان کا محرم ہو؟
 جواب... عورت کے لئے محرم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں ہے، اور نہ مذکورہ صورت
 کے تحت جانا جائز ہے۔

ملازم کو محرم بنا کر حج کرنا:

سوال... میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور میری بیوی حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتی
 ہے، میں اپنی مصروفیات کی بنا پر بطور محرم اس کے ساتھ جانے سے قاصر ہوں، کیا میں
 اپنے ملازم کو (جو کہ مجھے سرکاری طور پر ملا ہوا ہے) محرم کی حیثیت اپنی بیوی کے ساتھ
 بھیج سکتا ہوں؟

جواب... محرم ایسے رشتہ دار کو کہتے ہیں جس سے اس کے رشتے کی وجہ سے نکاح جائز
 نہیں ہوتا، جیسے: عورت کا باپ، بھائی، بھتیجا، بھانجا۔ گھر کا ملازم محرم نہیں، اور بغیر محرم
 کے حج پر جانا حرام ہے۔ آپ خود بھی گناہ گار ہوں گے اور آپ کی بیگم اور ملازم بھی۔
اگر عورت کو مرنے تک محرم حج کیلئے نہ ملے تو حج کی وصیت کرے:

سوال... ہماری والدہ صاحبہ پر حج فرض ہو چکا ہے، جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے
 لئے کوئی محرم نہیں ملتا، تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیر محرم کے ساتھ حج کے لئے
 جاسکتی ہیں؟ نیز ان کی عمر تقریباً ۶۳ سال ہے۔

جواب... عورت بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی، اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے،
 اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے، لہذا اس صورت میں نامحرم
 کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، اگر چلی گئی تو حج ادا ہو جائے گا البتہ گناہ گار ہوگی۔ اگر
 آخر حیات تک اسے جانے کے لئے محرم میسر نہ ہوا، تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ
 اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

فقید المثال دورہ تحقیق المسائل

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ

اگر آپ مجھ سے سوال کریں کہ آج کے دور کا سب سے بڑا المیہ کیا ہے؟ تو میں برملا یہی جواب دوں گا:

”علمی انحطاط اور قحط الرجال“۔

اس ضرورت کے پیش نظر حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ نے اکابر کی علمی و تحقیقی روایت کو نئے انداز میں پروان چڑھایا، حالات کارخ عدم برداشت اور شدت موثر کر سنجیدہ اور شستہ زبان کے ساتھ دلائل کی طرف لائے اور ہر شخص کو یہ دعوت فکر دینے کی کوشش کی کہ قبول حق میں دلیل کو بنیاد بنائیں۔

اسی روایت کی ایک کڑی 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل بھی ہے۔ جو حسب سابق اس سال بھی قرآن و سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد 23 مئی تا 4 جون 2013ء منعقد ہوا۔

پابندی وقت کے مطابق صبح 7:30 بجے اسباق شروع کر دیے گئے۔ ملک بھر سے فضلاء، علماء، عالمات، طلباء، مدرسین، ائمہ مساجد اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کثیر افراد نے اس کورس میں اپنی حاضری یقینی بنائی۔

مرکز اہل السنۃ کی شوریٰ میں یہ طے شدہ امور اور ذمہ داریاں تمام شعبہ جات کے مسوولین کو سپرد کر دیں اور تاکید کی کہ اپنے فرائض میں کوتاہی نہ برتیں اللہ جزائے خیر دے مرکز اہل السنۃ والجماعت کے اساتذہ کرام اور تمام کارکنان کو جنہوں نے آنے والے مہمانوں کے اکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اہل السنۃ

والجماعت کے متفقہ عقائد و مسائل کو بدلائل سمجھانے اور ان کی تنقیح کرنے کے لیے پہلے سے فائلیں ترتیب دے دی گئیں اس لیے کہ شرکاء کو رس نفس مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں اور اس دوران ان کو لکھنے کی زحمت بھی نہ کرنا پڑے۔

یہ کورس اپنے اندر بہت افادیت رکھتا ہے، مسلک اہل السنۃ والجماعت احناف دیوبند سے وابستہ افراد کو اپنے مسائل اور ان کے دلائل سے واقفیت و آگاہی، ان فکری تربیت اور دینی شعور کی بیداری اس کے مضمرات ہیں۔

دورِ حاضر میں جعل سازوں کی بہتات ہے اور اہل علم و فن چیدہ چیدہ ہیں جعل سازوں کے اعتراضات، شبہات، اشکالات نے عوامی سوچ و فکر پر برے اثرات ڈالے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر روز نئے نئے عملی و اعتقادی فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ دینِ مبین کی غلط تشریح، عقائد اسلامیہ کی من گھڑت تعبیر، قرآن و سنت کی من مانی توضیح جیسے الم ناک واقعات؛ قصر اسلام کی بنیادوں کو ہلانے کی سازشیں ہیں۔ اس لیے عوام کو صحیح عقیدہ، نظریہ، مسئلہ اور دلیل دینا اہل حق کا اولین فرض ہے اسی کے پیش نظر یہ مختصر دورانیے پر مشتمل دورہ تحقیق المسائل تشکیل دیا گیا ہے۔ اس میں پڑھائے جانے والے لیکچرز کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ قارئین اس کی افادیت کا اندازہ خود لگائیں۔

☆ ختم نبوت، معجزات، عصمت انبیاء، حیات الانبیاء۔

☆ صحابہ معیار حق۔ حجت حدیث، کشف و کرامات

☆ تصوف، سلوک و احسان کی اہمیت

☆ اتحاد اور اعتدال کی ضرورت

☆ مسئلہ تقلید۔

☆ عوام؛ علماء میں دوری کیسے ختم ہو؟

☆ مسئلہ تین طلاق، مسئلہ بیس رکعات تراویح۔

☆ منکرین حدیث اور منکرین فقہ

☆ مسئلہ ترک رفع یدین۔

☆ مسئلہ وضع الیدین تحت السرہ۔

☆ مرد و عورت کی نماز میں فرق۔

☆ ترک قراۃ خلف الامام۔

☆ قدیم فقہ جدید مسائل

☆ جماعت المسلمین کے خدو خال، آمین بالسر

☆ تصوف، عرض اعمال،

☆ توسل، استشفاع

☆ عصر حاضر کے متجددین، اسلامی میڈیا کا کردار

☆ عصری تعلیم اور دینی مدارس

چونکہ شرکاء کورس کی اکثر تعداد مدرسین، فضلاء، علماء، طلباء، ائمہ مساجد اور جدید تعلیم یافتہ حضرات پر مشتمل تھی اس لیے اہم موضوعات کا انتخاب کیا گیا اور معلمین بھی ماہر فن متعین کیے گئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مرکز اہل السنۃ والجماعت جہاں ایک دینی ادارہ ہے وہاں پر خانقاہ بھی ہے اس لیے ملک بھر مشائخ عظام بھی تشریف لائے اور شرکاء سے اصلاحی ملفوظات سے مستفید فرمایا۔ چند نام یہ ہیں۔

✿ شیخ الحدیث مولانا رشاد احمد مہتمم جامعہ دارالعلوم عید گاہ کبیر والا خانوال

✿ شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال نقشبندی مہتمم جامعہ قادر یہ حنفیہ ملتان

✿ شیخ الحدیث مولانا یسین صابر جامعہ عمر بن خطاب ملتان

✿ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طیب مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

✽ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا (مرکزی رہنماعلمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

✽ مفتی شاہد مسعود ضلعی امیر جمعیت علماء اسلام (سرگودھا)

✽ مولانا محمد اکرم طوفانی (مرکزی رہنماعلمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

✽ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

✽ پیر طریقت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی

✽ استاد العلماء مولانا عبدالجبار چوکیروی

✽ مولانا بشیر احمد کلیار سرگودھوی

✽ مولانا خبیب احمد گھمن

ہمارے ہاں وقت کی قدر کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اس لیے شرکاء کورس کے ہمہ وقت مصروف رکھا جاتا ہے تاکہ یہاں آنے پر ان کے مزاج میں یہ بات سما جائے کہ متاع وقت ہمارا کل اثاثہ ہے۔ ہم نے اپنے تئیں اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ آنے والے مہمانان گرامی کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ شرکاء کورس کو مرکز کی طرف سے اسناد تقسیم کی گئیں۔

اختتامی تقریب میں مولانا عزیز الرحمان ہزاروی نے حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کی علمی و تحقیقی خدمات کو بہت سراہا اور دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ دین کی اشاعت اور تحفظ کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ حاسدین کے حسد سے بچائے رکھے اور عافیت کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے اور اس کو اپنی بارگاہ میں قبول بھی فرمائے۔

نوٹ: دورہ تحقیق المسائل کے اسباق اور لیکچرز کی فائلز اور دورہ کے تمام اسباق میموری کارڈ اور سی ڈیز میں بھی دستیاب ہیں۔

رابطہ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعت سرگودھا۔ 03216353540

سیلاب قدرتی آفت یا غفلت؟

میونہ صدف

پچھلے چند سالوں میں تقریباً ہر سال مون سون کے موسم میں ارضِ وطن سیلاب کی زد میں رہتی ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی سیلاب نے ارضِ وطن کے کئی اضلاع میں نہ صرف تباہی پھیلائی، ان گنت مکانات، مویشی اور فصلیں سیلابی ریلوں کی زد میں آکر تباہی کا شکار ہو گئیں۔ کم و بیش پانچ لاکھ سے زائد انسانی جانیں بھی ان پانیوں کی نذر ہو گئیں۔ ہر سال مون سون کے موسم میں دریائے چناب اور دریائے سندھ میں پانی کی سطح اس حد تک بلند ہو جاتی ہے کہ آس پاس کے دیہات زیر آب آ جاتے ہیں۔ اس سیلاب کی بنیادی وجہ گرمی کے موسم میں شمالی علاقہ جات میں موجود گلشیروں کی برف کا پانی میں تبدیل ہونا، مون سون میں بارشوں میں اضافہ شامل ہیں۔ گرمی کی شدت سے گلشیر کا پگھلنا، مون سون کی بارشیں اور دریاؤں اور ندی نالوں میں پانی کی مقدار میں اضافہ نہ صرف ایک قدرتی عمل ہے، دریاؤں میں پانی کمی مقدار میں اضافہ کے بارے میں محکمہ موسمیات نے چند ماہ پہلے سے پیشین گوئی کر دی تھی تاہم اس پیشین گوئی کو مد نظر رکھتے ہوئے سیلاب سے بچاؤ کے کوئی اقدامات نہیں کئے گئے۔ جب مون سون کے آغاز کے ساتھ ہی بھارت اپنے ڈیموں کا پانی چھوڑ دیتا ہے جس کی وجہ سے بھی سیلابی صورت حال بن جاتی ہے۔

اگر زمینی حقائق کا جائزہ لیا جائے تو اس سیلاب کی بڑی وجہ دریائے سندھ میں پانی کی مقدار میں بے پناہ اضافہ ہے۔ دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے۔ یہ دریائے سندھ کی پربتوں سے ایک نالے کی صورت میں نہایت تنگ چوڑائی لیے جموں کشمیر سے ہوتا ہوا پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ دریا کے آغاز میں پانی کا بہاؤ بہت زیادہ نہیں۔

صوبہ پنجاب میں دریائے سندھ میں دریائے راوی، چناب، جہلم، بیاس اور ستلج شامل ہو جاتے ہیں۔ انک کے قریب دریائے کابل اس میں شامل ہوتا ہے۔ اس طرح جیسے جیسے یہ دریا میدانی علاقوں کی جانب بڑھتا ہے اس میں دوسرے ندی نالے شامل ہو کر اس میں پانی کی مقدار، اس کی چوڑائی میں اضافہ بنتے جاتے ہیں۔ جوں جوں دریا میدانی علاقوں کی جانب بڑھتا ہے توں توں پانی کے بہاؤ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، پانی کے بہاؤ میں اضافہ کی وجہ سے دریا اپنے ساتھ مٹی لے کر آتا ہے جو دریا کی گہرائی میں کمی کرتی چلی جاتی ہے۔ ایسے میدانی علاقوں میں جو کہ قدرے نشیبی ہیں وہاں دریائے سندھ کی چوڑائی کم، پانی کے بہاؤ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافی پانی دریا پر پہلے سے موجود بند اور پشتے توڑ کر آبادیوں میں داخل ہو کت تباہی کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح یہ دریا پاکستان میں موجود پانی کے ذخائر میں نہ صرف سب سے بڑا ذخیرہ ہے بلکہ پورے ملک کو سیراب کرنے کا باعث بھی ہے۔

پورے ملک کو سیراب کرتے ہوئے مٹھن کوٹ اور پنجند سے ہوتے ہوئے ٹھٹھا کے شرق میں ڈلٹا بناتے ہوئے بحیرہ عرب میں شامل ہو جاتا ہے۔ پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہونے کی وجہ سے دریائے سندھ تقریباً تین صوبوں سے گزرتا ہے، اس لیے اس دریا میں جب بھی پانی کا بہاؤ ایک خاص سطح سے بلند ہوتا ہے یا سیلابی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو تقریباً پورا ملک ہی متاثر ہوتا ہے۔ اس سال صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب میں سیلاب سے متاثر ہونے والوں کی تعداد پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہے۔ ہم ہر سال کئی کیوسک پانی بحیرہ عرب میں ضائع کر دیتے ہیں۔

پاکستان میں پانی کی اس اضافی مقدار کو ذخیرہ کرنے کے لیے ہمارے ملک میں صرف دو بڑے ڈیم (منگلا اور تربیلا) ہیں۔ تیسرا بڑا ڈیم (کالا باغ ڈیم ہے) جس کی تعمیر کئی برس سے بحث و مباحثہ کی نظر ہوتی چلی آرہی ہے۔ سال ہا سال سے یہ ڈیم

بنانے کی سمیریاں بنائی جاتی ہیں اس معاملے پر بحث و مباحثہ کیا جاتا ہے، پیسہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن باوجود ان سب کے اس ڈیم کی تعمیر سیاسی مباحثوں کی نظر ہوتی چلی آئی ہے۔ اگر پانی کی اضافی مقدار کو ذخیرہ کرنے کے لیے کالا باغ ڈیم یا چند چھوٹے چھوٹے ڈیم بنادے جائیں تو ملک میں جاری بجلی کے بحران پر نہ صرف قابو پایا جاسکتا ہے بلکہ پاکستان دوسرے ملکوں کو بجلی درآمد کرنے کے بھی قابل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومتوں کو چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کا کام سونپا جانا چاہیے۔

دریاؤں کے پانی میں اضافہ اور بارشیں ایک قدرتی عمل سہی لیکن ہر سال مون سون میں سیلاب کی بڑی وجہ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہماری غفلت بھی ہے۔ پاکستان کی آزادی کے بعد سے لے کر آج تک اس معاملے پر کسی قسم کی خصوصی توجہ نہیں دی گئی۔ نہ تو دریاؤں، ندی نالوں کی بھل صفائی کروائی گئی، نہ ان کی کھدائی کروائی گئی، نہ ڈیم بنائے گئے اور نہ ہی ان پر نئے بند باندھے گئے۔ سوائے دو بڑے ڈیموں کے کوئی نیا بڑا ڈیم بنانا تو درکنار کوئی چھوٹا ڈیم بھی نہیں بنایا گیا۔ ہمارے برعکس آزادی کے چند برس بعد ہی پڑوسی ملک میں کئی ڈیم بنائے گئے یہاں تک کہ سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستان کے حق پر ڈاکہ ڈال کر اس دریا پر بھی ڈیم بنایا گیا جو کہ پاکستان کا حصہ تھا۔

اگرچہ معاشی مجبوریوں کی وجہ سے ملک میں بڑے ڈیم بنانا مشکل امر ہے تاہم ان نشیبی علاقوں میں کئی چھوٹے چھوٹے ڈیم اور بند بنائے جاسکتے ہیں۔ جو جو علاقے نشیب میں واقع ہیں وہاں قدرتی طور پر پانی ذخیرہ کرنے کے لیے تالاب بنائے جاسکتے ہیں۔ مون سون کا موسم شروع ہونے سے پہلے مٹی ہی سے نئے بند اور پشتے بنائے جانے چاہیں، پہلے سے موجود بندوں اور پشتوں کو مضبوط کیا جائے تاکہ سیلاب کی تباہ کاریوں کو اگر مکمل طور پر نہ روکا جاسکے تب بھی کم از کم ان میں کمی لائی جائے۔ اس سیلاب کو

روکنے کے لیے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے مکینوں ہی کی مدد سے دریاؤں کی کھدائی کروا کر ان کی گہرائی میں اضافہ کروایا جاسکتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال چین کی ہے۔

چین میں موجود دریائے سینک کیانگ طغیانی اور سیلاب کی وجہ ہر سال ملک میں تباہی پھیلاتا تھا۔ دریائے سینک کیانگ، ہمارے ملک میں موجود دریائے سندھ کی طرح چین کا سب سے بڑا دریا ہے۔ جب وہاں کے عوام اور حکمرانوں کو اس تباہی سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آئی مالی وسائل کی کمی وہاں بھی ڈیم بنانے کی راہ میں حائل ہوئی تو انہوں نے ان نشیبی علاقوں میں بسنے والے سیلاب زدگان ہی کی مدد سے اس دریا کی کئی کئی فٹ تک کھدائی کروائی اور دریا کو اس حد تک گہرا کیا گیا کہ چاہے پانی کی مقدار میں کتنا ہی اضافہ ہی کیوں نہ ہو جائے سیلابی صورتحال پیدا نہیں ہوئی اور تباہ کاری بھی نہیں ہوتی۔ اسی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے دریائے سندھ کی چوڑائی اور گہرائی دونوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے کسی بہت بڑی مالی رقم بھی رد کار نہیں۔ سیلاب زدگان کو ہی دریائے سندھ کی گہرائی کا کام سونپا جاسکتا ہے۔ چونکہ سیلاب کی وجہ سے ان علاقوں میں بے روزگاری بھی بڑھ جاتی ہے اس لیے انھی سیلاب زدگان کو مطلوبہ اوزر فراہم کر کے کم داموں یہ کروایا جاسکتا ہے۔ سیلاب زدگان چونکہ خود بھی اس سیلاب سے بار بار نقصان اٹھانے کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لیے انہیں یہ کام کرنے میں کوئی عار بھی محسوس نہیں ہوگی۔ اس تمام کام میں ان امدادی رقوم سے کہیں کم رقم استعمال ہوگی جو کہ سیلاب کے بعد سیلاب زدگان کی بحالی کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اور سیلاب کی تباہ کاریوں پر خرچ ہونے والی رقوم کسی فلاہی منصوبے یا کسی ترقیاتی منصوبے پر خرچ کی جاسکیں گی۔ اس طرح دریا کی گہرائی اور چوڑائی میں اضافہ اگلے کئی برس کے لیے سیلاب کو روک سکے گا۔

روح کی غذا

ناصر محمود

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

”يسئلونك عن الروح- قل الروح من امر ربي“

”وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تو آپ کہہ دیجئے کہ

روح اللہ کا حکم ہے۔“

روح کی غذا کیا ہے؟ روح کی غذا اللہ کا ذکر ہے۔ جس طرح جسم غذا کے بغیر
نہیں رہ سکتا ویسے ہی روح بھی بغیر غذا کے نہیں رہ سکتی۔ آج کا پڑھا لکھا معاشرہ روح کی
غذا موسیقی کو سمجھتا ہے۔ تقریباً ہر شخص موسیقی کا دلدادہ ہے۔ آپ ہر نوجوان شخص کا
کمپیوٹر چیک کر لیں، اس کا موبائل چیک کر لیں، اور اس میں آپ کو گانے یا موسیقی
سے متعلق کوئی ایسی چیز نہ ملے، قطعاً ممکن نہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ
پچانوے فیصد لوگ ایسے ہوں گے جو موسیقی ضرور سنتے ہیں۔ بعض حضرات تو یوں
بھی کہتے ہیں کہ جب تک میں گانے نہ سن لوں اس وقت تک مجھے نیند نہیں آتی۔ کس
قدر افسوس ناک بات ہے، اگر خدا نخواستہ اسی طرح موت آجائے تو خدا کو کیا منہ
دکھاؤ گے؟

آج ہمارے معاشرے میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے سوائے مساجد کے،
جو موسیقی کی لعنت سے پاک نہ ہو۔ آپ سفر میں ہیں یا حضر میں، یوں سمجھئے کہ موسیقی
اور آپ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ ایک دکان میں چلے جائیے وہاں گانے، ایک
ہوٹل میں چلے جائیے وہاں گانے، گاڑی میں بیٹھے ہیں وہاں گانے، کالج و سکول میں کوئی

تقریب ہو رہی ہو وہاں گانے، کوئی شادی بیاہ ہو وہاں گانے.. کون سی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں گانے نہ ہوں؟

ہم لوگ قرآن کی تلاوت اس قدر شوق اور توجہ سے نہیں سنتے کہ جس قدر گانے سنتے ہیں!۔ قرآن کے ایک لفظ سننے پر ایک نیکی ہے، گانے سننے پر کیا ہے؟ ایک نیکی بھی نہیں، صرف گناہ ہے... بس۔ ہم لوگ کافی دلیر ہیں، ہم لوگ کہتے ہیں کہ گانے سن لئے تو کیا ہوا؟ اگر گناہ مل گیا تو معافی مانگ لیں گے، وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ معاف کر دے گا۔

ہاں یقیناً وہ غفور رحیم ہے، لیکن آپ شیطان کے اس بہکاوے میں ہرگز نہ آئیے گا کہ ہم معافی کے زور پر گناہ کر لیتے ہیں۔ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔ قطعاً ایسا نہ سوچیں۔ کیونکہ اگر آپ ایسا سوچیں گے تو آپ گناہ پر گناہ کرتے جائیں گے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ آپ کو معافی مانگنے کا موقع بھی نہ ملے اور موت سر پر آن کھڑی ہو جائے۔

تو سوچیے اس وقت کیا ہو گا؟ ایک منٹ تو کیا ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہیں دی جائے گی۔ جب انسان ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ معافی نہ مانگے اور مزید گناہ اسی طرح کرتا رہے تو اس کے دل پر اسی طرح سیاہ نقطے لگتے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس دل مکمل طور پر سیاہ ہو جاتا ہے اور انسان اچھائی اور برائی میں فرق کھو بیٹھتا ہے۔ جو لوگ موسیقی کو گناہ نہیں سمجھتے وہ ذرا اپنے گریبان میں جھانک لیں کہ وہ کس سٹیج پر کھڑے ہیں۔

بد بخت ہے وہ شخص جو توبہ کی امید پر گناہ کرتا ہے۔ اگر اللہ غفور الرحیم ہے تو وہ قہار اور جبار بھی ہے۔ اگر اس کی رحمت اس کے غصے پر حاوی ہے تو اس کا عذاب بھی شدید ہے۔ ہمیں ہر پہلو کو دیکھنا چاہیے نہ کہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر

لینی چاہئیں۔ جو لوگ گانا سنتے ہیں وہ یہ حدیث بھی سن لیں جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ”قیامت کے روز گانا سننے والوں کے کانوں میں پگھلا ہو سیسہ ڈالا جائے گا۔“ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ بدروح کی غذا ہے۔ موسیقی نفسانی خواہشات کو ابھارتی ہے۔ موسیقی اور گانا روحانیت کے لیے قاتل ہیں، اور نفس کی حرام غذا ہیں۔ ایک حدیث جس کا مفہوم یوں ہے کہ ”گانا دل میں نفاق کو یوں پیدا کرتا ہے جیسے پانی سبزے کو۔“

تو اب آپ خود انصاف کیجیے کہ روح کی غذا موسیقی ہو سکتی ہے؟ اگر موسیقی روح کی غذا ہے تو مرنے والوں پر فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کیوں کرائی جاتی ہے؟ یہی موسیقی کرا دی جائے، کیونکہ روح کی غذا جو موسیقی کو سمجھا جاتا ہے۔ جب یہی شخص زندہ ہوتا ہے تو یہ روح کی غذا بن جائے اور جب مر جائے تو اسے پوچھا تک بھی نہ جائے، کیا یہ انصاف ہے؟۔ تو بات یہیں سے ثابت ہو جاتی ہے کہ روح کی غذا موسیقی نہیں بلکہ کوئی اور چیز ہے، اور وہ چیز یہی قرآن ہے، یہی ذکر و اذکار ہیں، یہی نماز ہے، یہی روزہ ہے اور یہی اسلام ہے۔

موسیقی شیطانی آواز ہے، آج کل دیکھا گیا ہے کہ نعتوں نظموں میں بھی یہ شامل کی جا رہی ہے۔ اور جب یہ روحانی کلام کے ساتھ ہو تو بدترین حرام ہے۔ حمد، نعت اور دینی نظموں کے ساتھ اس کا پڑھنا سخت بے ادبی اور شرعی حکم سے بغاوت کے مترادف ہے

، کہ جن سے پاک ہستیوں نے ایک چیز سے منع کیا ہے خود انہی کے ناموں کے ساتھ اسی چیز کو جوڑا جا رہا ہے، جس کو وہ اپنے دشمن کی آواز اور ہتھیار قرار دے چکے ہیں۔ حمد، نعت اور نظموں کے پس منظر میں موسیقی کی تال شر سے ملتی جلتی آوازیں جان بوجھ کر دی جا رہی ہیں تاکہ ان سے مانوسیت پیدا ہو جائے۔

ہم سکون تلاش کرتے ہیں موسیقیت میں۔ جب ہم پریشان ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ یہی موسیقی ہی تو سنتے ہیں۔ اس سے بندہ مزید بے چین ہو جاتا ہے۔ ہم لوگ اپنی اداسی کا علاج ادسی سے کرتے ہیں۔ مقامِ افسوس ہے۔ ایسی سوچ پر نہ رویا جایا سکتا ہے نہ ہنسا جاسکتا ہے۔ ہم اپنی بیماری کا علاج دوسری بیماری میں ڈھونڈتے ہیں۔ ہم ایک زخم کا علاج دوسرا زخم لگانے میں سمجھتے ہیں۔ کس قدر نادانی کی بات ہے۔ کرنا کیا چاہیے تھا؟ کرنے کو تو یہ تھا کہ ہم تلاوتِ قرآن کرتے، اللہ کا ذکر کرتے تب جا کے کہیں ہمیں سکون ملتا۔ لیکن ہم اس کے الٹ کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ:

”دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہے“

ہمارا سکون کہاں چھپا ہے؟ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم اپنا سکون موسیقی میں تلاش کرتے ہیں۔ ادھر رحمان ہے تو ادھر شیطان، ادھر اللہ کا حکم تو ادھر نفس کا حکم، ادھر روحانی خواہشات تو ادھر نفسیاتی خواہشات، ادھر اسلام ہے تو ادھر آج کا نام نہاد مسلمان۔

اسلام کہتا ہے سکون ذکر اللہ میں ہے، جب کہ آج کا نام نہاد مسلمان کہتا ہے، کہ سکون اللہ کے ذکر میں بھی ہے اور موسیقی میں بھی کس قدر اختلاف ہے... ہمارے پاس علم کے ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ہے، نہ اچھے کی پہچان نہ برے کی پہچان، سکون حاصل کرنے اور بے سکونی رفع کرنے میں پتہ نہیں کہ سکون کس سے آئے گا، اور بے سکونی کس سے جائے گی؟ بس اندھا دھند اغیار کی تقلید کرنی ہے۔

جب کسی سے کہا جائے کہ بھئی آپ گانا نہ سنا کریں، گناہ کا کام ہے، تو جواب ملتا ہے سبھی لوگ تو گانا سنتے ہیں، میں نے سن لیا تو کونسا پہاڑ ٹوٹ پڑا؟۔ آپ خود تصور کریں کہ اگر کچھ لوگ کنوئیں میں چھلانگ لگا دیں تو کیا آپ بھی ان کے ساتھ چھلانگ

لگا دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے؟ یقیناً نہیں تو پھر گناہ کا کام کرتے ہوئے دوسروں کی پیروی کیوں کرتے ہو؟

قیامت کے دن آپ نے اپنے بارے میں جو ابدہ ہونا ہے نہ کہ دوسروں کے متعلق، اس لیے اپنی فکر کریں اور خود کو سنواریں۔ خود کو دیکھیں نہ کہ دوسروں کی طرف کہ فلاں کیا کر رہا ہے فلاں کیا رہا ہے؟

اگر آپ یہ سمجھ کر گناہ نہ رہے ہیں کہ جہاں اتنے سارے گناہ کر لیے ہیں وہاں ایک اور سہی۔ یہ رویہ انتہائی غلط ہے کہ آپ گناہ پر بہادری دکھا رہے ہیں۔ اور جو گناہ پر بہادری دکھائے یہ اس گناہ سے بھی بڑا گناہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جہاں آپ نے اتنے سارے گناہ کیے ہیں وہ آپ کی آخرت تباہ نہ کریں اور یہی ایک گناہ آپ کو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے تو....؟

ہمیں اغیار نے ایک فقرہ بنا کے دے دیا کہ ”موسیٰ روح غذا ہے“ اور آج تک ہم اسی لکیر کو پیٹتے نظر آرہے ہیں، ہم نے یہ کوشش نہیں کی کہ اس کی اصل کیا ہے؟ مجھے تو یہ فقرہ کہیں کسی اسلامی تاریخ میں نظر نہیں آیا، نہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر آیا نہ اصحاب کے ایسے اقوال نظر آئے۔ کہ انہوں نے کہا ہو کہ موسیٰ روح کی غذا ہے۔

جس سے پوچھو موسیٰ کیوں سنتے ہو؟ جواب ملتا ہے یہ روح کی غذا ہے، بھی اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ جواب ملتا ہے یہ روح کی غذا ہے۔ جناب یہ گناہ کا کام ہے۔ جواب ملتا ہے موسیٰ روح کی غذا ہے۔

ہر سوال کا جواب یہی، موسیٰ روح کی غذا ہے۔ اگر موسیٰ روح کی غذا ہوتی تو دنیا کے تمام روحانی لوگ اور انبیاء اس کی صبح شام تروتاج کرتے۔ نیک لوگ جو اپنی نظروں کی طرح کانوں کی حفاظت کرتے ہیں، زندہ ہی نہ رہ سکتے کہ نفس کی طرح

روح بھی بغیر غذا کے نہیں رہ سکتی۔

یہ شیطانی اڈوں کی بجائے روحانی مراکز میں ہوتی۔ نفسانی خواہشات ابھار کر پیسہ کمانے والے سوداگر اس سے اپنا کاروبار نہ چکاتے۔ اس کو سننے سے نفسانی خواہشات ابھرنے کی بجائے روحانی کاموں کا جذبہ پیدا ہوتا۔ دنیا کے تمام نفس مارے اس پر نہ ٹوٹتے، بلکہ بلند روحوں والے اسے اپنا اوڑھنا کچھو نا بناتے۔

انسان چھوٹی کائنات اور یہ آسمان و زمین کے بیچ کی دنیا بڑی کائنات ہے۔ جب دنیا میں موسیقی کی آواز ہر طرف عام ہو جائے گی اور اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا تو اس کائنات کی روح سلب کر لی جائے گی اور قیامت کا وہ صور پھونک دیا جائے گا۔ جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

تجرب ہے کہ چھوٹی کائنات کے لیے اگر اللہ کے پاک نام کی بجائے موسیقی روح کی غذا ہے تو پھر بڑی کائنات کی روح کیسے اس کی وجہ سے دم توڑ جائے گی؟

اب بھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم اپنے کیے ہوئے گناہوں پر صرف پچھتائیں ہی نہیں بلکہ ان سے توبہ کریں، اور اللہ سے معافی مانگیں۔ ہم ایسی توبہ کریں جس کے بعد پھر ہم گناہ نہ کریں۔

آئیے ہم سب مل کر عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد ہم موسیقی پر چار حرف بھیجتے ہیں اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہتے ہیں۔

آئیے ہم اپنے موبائلز، کمپیوٹرز سے اس لعنت کو دور پھینکیں، اس کی جگہ حمد و نعت، اسلامی نظموں اور ترانوں کو عام کریں۔

نکلی تو لب اقبال سے ہے، کیا جانے کس کی ہے یہ صدا
پیغام سکون پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

مغرب میں قبول اسلام

عبداللہ کو ہستانی

یونیورسٹی میں مسلمان طلبہ کو دیکھ کر ان کی زندگی میں ایک قسم کا چین و سکون محسوس کرتی تھی، جبکہ مجھے ہر وقت عجیب طرح کی پریشانی، دکھ اور انجانا سا خوف محسوس ہوتا، حالانکہ دنیا کی ہر سہولت مجھے میسر تھی، ایک خوشحال اور پر لطف زندگی کے تمام مادی اسباب ہونے کے باوجود نہ جانے کیوں زندگی انتہائی پھیکٹی اور بے مزہ لگ رہی تھی، کوئی خلش تھی جو مجھے بے چین کیے تھی، زندگی میں ایک خلاء تھا، ایک تشنگی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی، بہت عرصے تک اس تلاش و جستجو میں تھی کہ آخر کار میں نتیجہ پر پہنچ گئی، مجھے میرے درد کا درماں مل گیا، مجھے محسوس ہوا کہ یہی اسلام کی فطری تعلیمات ہیں جن میں میرے مسائل کا حل موجود ہے، میں جس چیز کی متلاشی ہوں وہ اسلام ہی ہے۔ یہ تھے ایک نو مسلم کے تاثرات۔

حالیہ چند برسوں میں خصوصاً نائن الیون کے بعد پوری دنیا میں اسلام کو شدید تنقید کا سامنا ہے، ہر فورم پر اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور دہشت گردی کے تمام واقعات کا سراغ اسلام سے جوڑا جا رہا، اسلام مخالفت و انٹراس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گذشتہ پانچ برس میں شائع ہونے والے لٹریچر کا 32 فیصد اسلام مخالفت مواد پر مبنی ہے۔ لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اس کے باوجود اسلام دنیا بھر میں بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے، دشمنوں کے تمام دجالی حربوں کے باوجود اسلام کے پھیلتے دائرہ کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ مغربی خاتون صحافی اوریانہ فلاسی کہتی ہیں کہ آنے والے بیس سالوں میں پورے یورپ کے کم از کم چھ بڑے شہر اسلام کی کالونی بن جائیں گے، کیونکہ ان شہروں میں مسلمان کل آبادی کا تیس سے

چالیس تک ہو جائیں گے۔

الحزیرہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق گذشتہ نو برس میں تیس ہزار برطانوی شہریوں نے اسلام قبول کیا علاوہ ازیں صرف گذشتہ برس پانچ ہزار دو سو افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ رپورٹ میں ایک سروے کے نتیجے میں سامنے آنے والی معلومات کے نتیجے میں کہا گیا کہ برطانیہ میں ہر سال تقریباً پانچ ہزار افراد اسلام قبول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جرمنی اور فرانس میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد سالانہ چار ہزار بتائی جا رہی ہے۔

آپ کو یہ جان کر یقیناً حیرت ہوگی کہ اسلام قبول کرنے والوں میں بڑی تعداد عورتوں کی ہے، حالانکہ اسلام کے خلاف دجل و کذب کی تاریخ رکھنے والے نام نہاد حقوق کا نعرہ لگانے والے، شر و فساد کی بنیاد مغربی میڈیا بھرپور انداز میں اسلام کے خلاف اس بات کا پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ اسلام خواتین کو حقوق نہیں دیتا، خواتین کی آزادی کا دشمن ہے، انہیں گھروں میں مقید رکھنا چاہتا ہے، مردوں کے مساوی حقوق نہیں دیتا لیکن آواز سگاں کم نہ کندرزق گداگر کے مصداق جس قدر سگان مغرب کے آواز بڑھتی گئی اس سے کہیں زیادہ تیزی سے اسلام پوری دنیا میں اور خاص کر مغربی حلقوں میں پھیلنے لگا۔ عورتوں میں قبول اسلام کا رجحان بھی مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے، امریکا میں اگر چار افراد اسلام قبول کرتے ہیں تو ان میں تین خواتین ہوتی ہیں، یہی حال دیگر یورپی ممالک کا ہے۔

(Why Islam is our only Choice) نامی کتاب جو اسلام قبول

کرنے والوں کے خیالات پر مشتمل ہے، اس کم از کم پچاس نو مسلم خواتین کے اعترافات جمع کئے گئے ہیں، جنہوں نے محض اس لیے اسلام قبول کیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب ایسا نہیں، جس نے خواتین کو اتنے حقوق دئے ہوں، یہ اعترافی

بیانات اور اس کے علاوہ نو مسلم خواتین کی روز افزوں تعداد مغرب کے جھوٹے پروپیگنڈوں کی قلعی کھول رہے ہیں۔

ایک اور خوش کن امر یہ ہے کہ اسلامک فاؤنڈیشن کی رپورٹ کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں زیادہ تر لوگ تیس سے پچاس کے ہیں اور یہی وہ عمر جس میں انسان سوچ سمجھ کر فیصلے کرتے ہیں، جس میں انسان کی قوت ارادی مضبوط ہوتی ہے، ایسے لوگ اپنے فیصلے پر اٹل رہتے ہیں اور اس عمر میں آدمی ماں باپ کا دباؤ بھی قبول نہیں کرتا، اور یہ بھی کہ زیادہ تر تعداد طلباء کی ہے۔

جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام ایک عقلی دین ہے جب ہی تو اہل علم و عقل میں سے جس نے بھی تعصب سے ہٹ کر اور انصاف کی نظر سے اسلام کا مطالعہ وہ اس کی حقانیت اور معقولیت ماننے بنا نہ رہ سکا۔

برطانیہ کے رہنے والے سلیم آرڈی گرے کہتے ہیں کہ جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو اس کی ہر بات مجھے اپنے خیالات کے مطابق محسوس ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں مجھے میرے تمام مسائل کا حل مل گیا، اور امریکا کے سیف الدین ڈک والٹر کہتے ہیں: قرآن کریم کے مطالعہ سے قبل اسلام کے بارے میں میری رائے اچھی نہ تھی، میں نے تجسس کی بنا پر اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کیا، بے دکی سے یہ سمجھ کر کھولا کہ اس میں مجھے سنگین غلطیاں، کلمات کفر، توہمات اور تضادات نظر آئیں گے، میں نے دل میں نہ چاہتے ہوئے بھی ایک سورت کا مطالعہ شروع کیا، پھر دل میں شوق پیدا ہوا اور آخر کار سچ کے لئے زبردست پیاس جاگ اٹھی، پھر میری زندگی کا وہ اہم ترین لمحہ آیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت سے نوازا، قرآن کریم کے مقدس صفحات میں مجھے اپنے تمام تر مسائل کا حل، تمام ضروریات کی تکمیل اور تمام شبہات کا ازالہ ہو گیا۔

تیمارداری

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ انسان کو صحت اور مرض دونوں پیش آتے ہیں
مشت خاکی کبھی صحت مند ہوتا ہے اور کبھی مرض اس کو گھیر لیتا ہے اس بارے میں
ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نصیحتیں ذہن نشین کرنی چاہئیں۔ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو... ان میں
سے ایک یہ بھی ہے کہ..... صحت اور تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو۔

لیکن آج انسان جس ڈگر پر چل رہا ہے وہ بہت خطرناک ہے، ہم اُس
دھوکے کا شکار ہیں کہ جس کی نشان دہی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی
تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سارے
لوگ دھوکے میں مبتلا ہیں، پہلی تندرستی اور دوسری فراغت۔

انہی کی ناقدری کا نتیجہ ہے کہ آج جس کو یہ دو نعمتیں میسر ہیں وہ اللہ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور بغاوت و سرکشی کی دلدل میں گردن تک
دھنسا ہوا ہے۔

مگر اللہ کریم کا فضل اور احسان یہ ہے کہ وہ جب تندرستی عطا فرمائے تو اس
کی نعمت ہے اور کبھی کسی مرض میں مبتلا کر دے تو بھی انسان کو اپنے دائرے رحمت
سے باہر نہیں نکالتا بلکہ اس وقت بھی اس کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اس کی دعاؤں
کو قبول کرتا ہے۔

چونکہ انسان پر ایسے حالات عام طور پر پیش آتے رہتے ہیں اس لیے
شریعت اسلامیہ نے ہماری ایسے امور میں بھرپور رہنمائی کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہمی حقوق کو بیان فرماتے ہوئے مریض کی تیمارداری کا ذکر بھی کیا ہے اور اس پر اجر و ثواب کا تذکرہ فرمایا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم میں ایک حدیث لائے ہیں: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، اے ابن آدم میں مریض تھا تو نے میری تیمارداری کیوں نہ کی؟ بندہ عرض کرے گا: اے اللہ! میں آپ کی عیادت کیسے کرتا حالانکہ آپ رب العالمین ہیں (یعنی آپ بیمار ہونے سے پاک ہیں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے گا کہ میرا فلاں بندہ مریض تھا تو نے اس کی تیمارداری نہیں کی کیا تجھے پتہ نہیں کہ اگر تو اس کی تیمارداری کرتا تو مجھے اسی کے پاس پاتا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی مریض کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ 75000 فرشتوں کو مقرر فرماتے ہیں جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، (یہ تیمارداری کی غرض سے جانے والا شخص) جب قدم زمین سے اٹھاتا ہے تو اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جب قدم زمین پر رکھتا ہے تو اس کا گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مریض کے پاس (تیمارداری) کے لیے جا بیٹھتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس وقت تک اللہ کی رحمت میں ڈھکا رہتا ہے جب تک (مریض کی تیمارداری کر کے) واپس نہیں آجاتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اس سے ملتی جلتی ایک حدیث نقل کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تو تیمارداری کرنے والے کا اجر آپ نے بتلایا ہے مریض کے بارے میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔

امام ابن ابی الدینار رحمہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ساتھ نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص تین دن تک بیمار رہے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے وہ ماں کے پیٹ سے ابھی نکلا ہو یعنی اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے جائے تو اس کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور کر دیا جاتا ہے۔

مریض کی تیمارداری کرنا ہمارا دینی، اخلاقی اور معاشرتی حق ہے۔ بہتر ہے کہ مریض کے پاس جاتے وقت کچھ (حسب استطاعت) پھل وغیرہ ساتھ لے لیں، مریض کو جاتے ہی تسلی آمیز کلمات کہے، زیادہ دیر اس کے پاس نہ بیٹھیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ

تیمارداری کرنے والا مریض کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ دعا کرے تو اللہ اسے اس مرض سے شفاء عطاء فرماتے ہے: **أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ**۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریض کی دعا کو خالی نہیں لوٹایا جاتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کی دعا ملائکہ کی دعا کی طرح ہے (یعنی رد نہیں ہوتی) دوسری حدیث میں ہے کہ مریض کی دعا قبول ہے اور اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام

محمد اقبال، اٹک

اسلام ایک فطری، انسانی اور اخلاقی دین ہے اس کی کوئی بات، کوئی حکم اور ضابطہ خلاف عقل و دانش نہیں ہے۔ دور حاضر صدیوں منہ کے بل گرنے اور ٹھوکریں کھانے کے بعد زندگی کے ہر معاملے میں اسلام ہی کے سائے میں آسودگی، سکون اور معقولیت محسوس کر رہا ہے۔ اسلام سے قبل معاشرے میں عورت کی حیثیت ڈھور ڈنگر سے زیادہ نہیں تھی بلکہ عورت کا وجود معاشرے کے لیے وجہ شرم و ننگ سمجھا جاتا تھا نتیجہ یہ کہ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسلام دین فطرت کے طور پر ابھرا تو اس نے معاشرے کی اس ناانصافی کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ صرف احتجاج ہی نہیں بلکہ مسلمانوں نے اپنے حسن عمل سے خواتین کو وہ مقام اور وہ مرتبہ عطا کیا جس کا تصور نہ ماضی نہ حال اور نہ مستقبل کر سکے گا۔

اسلام نے طبقہ خواتین کو جو عزت و توقیر بخشی اس سے متاثر ہو کر دوسری قوموں نے بھی عورتوں کو کسی حد تک معزز سمجھا۔ جب بحیثیت مجموعی مسلمان زوال پذیر ہوئے تو خود مسلم معاشرے میں بھی عورت اس عظیم مقام سے گر گئی جو اسے اسلام نے عطا کیا ہے۔ اسلام نے عورت کا جو متوازن، معتبر اور قابل قدر کردار متعین کیا تھا مسلمانوں نے اسے ملحوظ خاطر نہ رکھا۔

انہوں نے گھر کی چار دیواری کو اس لیے تنگ کر دیا کہ وہ اس کے لئے قید خانہ بن کر رہ گئی۔ پردے کو اس قدر سخت کر دیا کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔ دوسری طرف وہ تو میں جنہوں نے اسلام ہی کی تقلید میں طبقہ نسواں کو عزت عطا کی تھی وہ آزادی نسواں میں اس قدر آگے بڑھ گئیں کہ عورت ہر میدان میں مرد کی

ہمسری بن گئی اور اب یہ ہمسری بے راہ روی کے سانچے میں ڈھل کر فحاشی کی حدوں کو چھو رہی ہے دوسری طرف مغربی معاشرے کے رنگ ڈھنگ کو اکثر مسلمان خاندانوں نے بھی ترقی پسندی کی علامت سمجھ کر اپنالیا ہے۔

اب معاشرہ دو حصوں میں بٹا ہوا محسوس ہونے لگا ہے۔ ایک وہ جن کے ہاں عورت محبوس و مقید اور مجبور و مقہور ہے اور دوسرا جن کے ہاں عورت آزاد، خود مختیار اور غالب و کار آفرین ہے اور یوں اسلام کا حقیقی نظریہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا جو فی الواقع متوازن اور قابل عمل تھا اور ہے۔

اسلام نے عورت کو وہ تقدس عطا کیا کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عورت کے مقدس رشتے چار ہیں، وہ بیٹی ہے، ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے اور یہ چاروں رشتے از حد مقدس اور قابل عزت ہیں اور وہ شخص جسے ان رشتوں کی عظمت کا پاس نہیں وہ اخلاقی لحاظ سے ایک قابل نفرین ہستی ہے۔ اسلام نے تعلیم کے حصول کو عورت اور مرد دونوں کے لیے لازم قرار دیا ہے۔

اپنے اپنے دائرہ کار میں الگ الگ، عورت تعلیم بھی حاصل کرے اور اس تعلیم کو دوسروں کی بہتری کا ذریعہ بھی بنائے مگر آج کی تعلیم یافتہ خواتین کھلم کھلا عورت اور مرد کی مساوات کا دعویٰ کرتی ہیں۔

اسلام نے عورت اور مرد کو جو مساوات عطا کی ہے وہ احترام انسانی کی مساوات ہے۔ باہمی سلوک اور رواداری کی مساوات ہے، عزت و تکریم اور محبت و شفقت کی مساوات ہے۔ یعنی مرد و عورت کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے جیسا وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے اسے محکوم و مقہور نہ سمجھے بلکہ اس کا قلبی احترام کرے۔ یہ مساوات کلید معاشرتی اور خانگی ہے۔ دفتری، کاروباری اور بازاری نہیں ہے۔

اسلام عورت کو خواتین کی دنیا میں کام کرنے، ملازمت کرنے اور کھیلنے

کو دُنے سے نہیں روکتا مگر وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مردوں کے ساتھ گھل مل جائے جس سے معاشرتی خرابیاں جنم لیں۔ عورت کو حیا و عصمت کا آئینہ ہونا چاہیے اسے علم و دانش کے زیور سے کماحقہ آراستہ ہونا چاہیے۔ اسے ایک مضبوط کردار کا مالک ہونا چاہیے۔ اس میں جرات و بہادری کے جوہر بھی ہونے چاہیں۔

تاریخ اسلام میں ایسی روایات بھی ہیں کہ قلعے میں بند خواتین نے قلعے کی طرف بڑھنے والے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اسلامی پردے کا راز یہ ہے کہ مسلمان عورت حسن و جمال کا اشتہار بن کر باہر نہ نکلے کہ اس کی عزت آوارہ نگاہوں کا ہدف بن کر رہ جائے بلکہ اشد ضرورت کے وقت مناسب پردے کے انتظام کے ساتھ، حیا اور پاکیزگی کا پیکر بن کر نکلے اور اس میں اس قدر جرت و ہمت بھی ہونی چاہیے کہ وہ قوی سنگینیوں کا مقابلہ کر سکے۔

اس میں اس قدر حوصلہ اور خود اعتمادی ہونی چاہیے کہ وہ ناسازگار حالات میں اپنی عزت کا تحفظ کر سکے گویا اسلام عورت کا ایک متوازن کردار پیش کرتا ہے۔

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

03326311808

فون نمبر:

03062251253

وائس ایپ:

حسد

مریم سمیر

عالیہ اور ماریہ دونوں بہنوں کی شادی کو دس سال ہو گئے، دونوں کے ہی چار چار بچے تھے۔ ایک ہی گھر میں بیاہی گئی تھیں۔ گو کہ الگ الگ رہتے تھے، عالیہ جتنی شوخ و چنچل اور باتونی تھی ماریہ اتنی ہی خاموش طبع اور سنجیدہ تھی۔ اور شاید یہی سنجیدگی اس کی زندگی کے لئے عذاب بن گئی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ خود میں تبدیلی پیدا کر سکے۔ اپنی بہن کی طرح اپنے خاوند سے ہر موضوع پر بات چیت کرے۔ بات بات پر تہقہ لگائے۔ وہ اپنی عادت کے خلاف چلنے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہی۔ مگر ہمیشہ اپنے میاں طاہر کے ہاتھوں ذلیل ہو کر تنہا ہی رونے کے سوا کچھ نہ کر سکی۔

طاہر پہلے سال سے ہی اپنی زبان اور ہاتھوں کا صدقہ بات بات پر ماریہ کو گالی گلوچ اور مار پیٹ کر کے ادا کرتا تھا۔ شاید یہ اس کی فطرت تھی۔ یا تعلیم کی کمی۔ خیال تھا کہ بچوں کے بعد شاید پدرانہ شفقت جوش مارے اور ان کی خاطر ہی وہ اپنی زبان اور ہاتھ کو یوں نہ آوارہ چھوڑے۔ مگر یہ سب خیال دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اور طاہر وقت کے ساتھ ساتھ پہلے سے بڑھ کر بے لگام ہو گیا۔ اب اس کے تشدد کا نشانہ صرف ماریہ ہی نہیں معصوم بچے بھی بنتے تھے۔ پانی لانے میں دیر ہو گئی، یا جوتے پکڑانے میں۔ سالن میں نمک کم یا زیادہ کہہ کر یا بچوں نے کوئی چیز ہلا دی ہو۔ غرض کہ اس کے گھر میں ہونے سے گھر والوں پر عذاب آیار ہوتا تھا۔

بچے کوئی ایسا کونہ تلاش کرتے رہتے جہاں ان پر باپ کی نظر نہ پڑے۔ یا پھر جان بوجھ کر سونے کی اینٹنگ کرتے۔ تاکہ وقت گزر جائے۔ اور یہی حال ماریہ کا تھا۔ کسی وقت وہ بچوں کو سینے سے لگا کر رو لیتی۔ اور کسی وقت وہ لمبے لمبے سجدوں میں رورو

کر اپنے ان ناکردہ گناہوں کی معافی مانگتی جس کی سزا طاہر کی صورت میں مل رہی تھی دس سال سے ماریہ ہر روز دن گزرنے کی دعا کرتی۔ اور رات کو رات نہ ختم ہونے کی پینتیس سال کی عمر میں وہ پچپن کی لگنے لگی تھی۔ اس نے خاوند کارویہ بدلنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور اس کھوج میں رہی کہ آخر اس بے رحمی کی وجہ کیا ہے، جو بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ تھی کہ جب وہ اپنے بھائی بھابھی کے گھر جاتا یا وہ ان کے گھر آتے اس کے بعد طاہر کے رویہ میں زیادہ تلخی نمایاں ہوتی۔ حالانکہ ان کے ساتھ بڑے خوشگوار موڈ میں رہتا تھا۔ دھیرے دھیرے ماریہ کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ اس کی بہن عالیہ اور طاہر کے بھائی کی ہنستی مسکراتی اور پھولوں سے سچی زندگی ماریہ کے جیون میں کانٹے بکھیر رہی ہے۔

طاہر عالیہ کے قہقہوں میں ماریہ کی خاموشی کو پھانسی دینا چاہتا ہے۔ اور بیوی کے منہ سے قہقہوں کی گونج سننا چاہتا ہے۔ طاہر کے ان احساسات کو محسوس کرنے کے بعد ماریہ نے بچوں کی عدم موجودگی میں دروازے بند کر کے کئی بار با آواز بلند قہقہے لگا کر اپنی فطرت پر سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ مگر یہ بے جان اور ویران قہقہے اس کو ابنا مل تو ظاہر کرتے تھے۔ پر عالیہ کی طرح شوخ و چنچل نہیں۔ اسی احساس میں اس کے قہقہے چیخوں اور پھر آنسوؤں میں ڈھل کر آنکھوں سے بہہ جاتے تھے۔

عالیہ اپنے زخموں کو خود سہلانے کی عادی ہو چکی تھی۔ مگر جب طاہر بچوں کو بے دردی سے مارتا پیٹتا اور گالی گلوچ کرتا تو اس کی ممتا تڑپتی اور ماتم کرتی۔ بچوں کو بچانے بڑھتی تو خود بھی دوچار تھی اور لاتیں کھا کر گر پڑتی۔ پھر بچے اسے بچانے کے لئے اس سے لپٹ جاتے۔ اپنی آگ ٹھنڈی کر کے اور بیہودہ گالیاں نکال کر طاہر خود تو باہر نکل جاتا اور ماریہ اپنا درد چھپا کر بچوں کو سینے سے لگا کر پیار کرتی اور دلاسا دیتی۔

کہتے ہیں وقت انسان کو بدل دیتا ہے مگر طاہر نے اس بات کو غلط ثابت

کر دیا۔ وہ ظالم سے ظالم تر ہو گیا۔

کردار کی دوہی منزلیں ہوتی ہیں۔ دل میں اتر جانا یا دل سے اتر جانا۔۔۔ اور طاہر ماریہ کے نہ صرف دل سے اتر گیا تھا بلکہ نظروں سے بھی گر گیا تھا۔ ایک شام ماریہ کے دماغ میں امید کا سورج ڈوب گیا۔ وہ ہاتھ روم گئی وہاں ہاتھ روم صاف کرنے والا سویپ پڑا تھا۔ اس کے دل میں طاہر کی باتوں کی گندگی بھری ہوئی تھی۔ اس نے ڈھکن کھولا اور بغیر کچھ سوچے نم آنکھوں سے وہ سویپ پی گئی۔

بچوں کے شور مچانے پر طاہر کے دروازہ توڑنے اور ہوسپتال جانے تک ماریہ کی حالت بے یقینی سی ہو گئی۔ معدہ واش کیا گیا۔ ڈاکٹر نے جان بچانے کی سر توڑ کوشش کی۔ شاید بچوں کی دعائیں موت کے فرشتے سے ماں کی روح کو چھین لائیں۔

کچھ دن ماریہ ہوسپتال رہ کر ناچاہتے ہوئے بھی گھر آگئی۔ چند ہفتے طاہر نے کسی سے مستعار لیا ہوا ناقابل یقین اچھا رویہ دکھایا۔ مگر ماریہ کے ٹھیک ہوتے ہی پھر اپنی پرانی ڈگریہ چل پڑا۔

ایک دن ماریہ بچوں کو نماز پڑھا رہی تھی۔ سجدے میں ماریہ کے کانوں سے آواز ٹکرائی "اے اللہ ہمارے ابو کو اپنے پاس بلا لے۔" پہلے تو وہ چونکی پھر اس کا دل چاہا کہ آمین کہہ دے۔ مگر ہمیشہ کی طرح بچوں کے باپ کا سوچ کر صرف دو آنسو بہا کر اٹھ گئی۔ بڑے بوڑھے کہتے ہیں۔ کہ "خدا بچوں کی دعائیں جلدی سنتا ہے۔" بس چند دن طاہر بیمار ہوا اور تیز بخار نے زمیں کی گود میں ظلم کا ایک باب دفن کر دیا۔

جب جنازہ اٹھایا گیا تب بھی ماریہ سفید دوپٹے سے آنسو پونچھ رہی تھی۔ اس نے مڑ کر بچوں کی طرف دیکھا بچے وہاں نہیں تھے وہ پریشان ہو گئی۔ "کہاں چلے گئے؟" جلدی سے ان کے کمرے میں گئی۔ تو ٹھٹک کر رہ گئی۔ بچے شکرانے کے نفل پڑھ رہے تھے۔

گلزار جلتے ہیں !!

عائشہ عبداللہ

جس کسی نے گلاب جیسے نرم و نازک مہکتے ہوئے ننھے ننھے اپنے ہی خون میں ڈوبتے ہوئے سراپے نہیں دیکھے، وہ ضرور دیکھیں اخبارات میں، ٹی وی میں انٹرنیٹ پر نظر آرہے ہیں کسی کے غنچے جیسے دہن کھلے رہ گئے ہیں، کتنے سیمیں بدن بکھرے پڑے ہیں، کسی نے مضبوطی سے آنکھیں بند کر لی ہیں جنہوں نے ہمیشہ پیار، دلار دیکھا اور بوسوں کی بارش دیکھی وہ آگ اور لوہے کی بارش نہیں دیکھ سکتے تھے سو سختی سے آنکھیں میچ لیں۔ کسی کی حیرت زدہ آنکھیں کھلی رہ گئی ہیں اور پاس کوئی نہیں جو ان پر ہاتھ رکھ کر بند کر دے۔

ایک ہی اسٹریچر پر پانچ بچے آپس میں گڈ مڈ جیسے چھوٹے سے کمرے میں بہت سارے بھائی بہن ایک ہی درمی پر سو جاتے ہیں صبح ہونے تک کسی کے پاؤں کسی کے سر پر اور کسی کا گھٹنا کسی کے پیٹ پر اور ماں باپ یہ دیکھ کر محبت سے مسکراتے ہیں اور ان کی درازی عمر کی دعائیں کرتے ہیں۔ کہیں میدان میں ایک بچہ اوندھا پڑا ہے اور ہاتھ پاؤں بکھرے ہوئے ہیں۔ آس پاس خون کا تالاب بنا ہوا۔ یہ وہ ریشمی نرم و ملائم معصوم فرشتوں جیسے وجود ہیں جن کا ہر ماں کو، ہر باپ کو، ہر قریبی رشتہ دار کو پتا ہے جب شیر خوار بچے کو چوما جاتا ہے، گلے سے لگایا جاتا ہے تو ایک انوکھی مہک آتی ہے وہ مہک دنیا کی کوئی شے سے نہیں آسکتی، کسی فیکٹری میں وہ خوشبو نہ تیار کی جاسکتی ہے نہ ہی محفوظ کی جاسکتی ہے، یہ مہک حضور پاک ﷺ کو اتنی پسند تھی کہ آپ چھوٹے بچوں کو چومتے بھی تھے اور ناک لگا کر سونگھتے بھی تھے۔

دیکھیے فوراً دیکھیے شاید یہ سب کچھ دیکھ کر امت مسلمہ کے پتھر دل پگھل

جائیں۔

خالہ جان ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے، وہ کتنی دیر سے چپ چاپ کھڑا اس کی محویت کو دیکھ رہا تھا۔ کل رات ظہیر کے کہنے پر وہ رک گیا تھا، سحری کے بعد سویا تو ابھی اٹھا آخر آواز دے کر متوجہ کرنا پڑا۔

ہاں آں! ایک طویل ہاں کے بعد پھر نظریں جھکالیں کیا ہوا خالہ؟ کچھ بتائیے

تو... .

”میں تمہیں بتاؤں یہ؟ تم اور تمہارے جیسے نوجوان جو ہر وقت انٹرنیٹ سے چپکے ہوتے ہیں، تمہیں نہیں پتا، ہاں مگر تم اس سائٹ پر کب جاتے ہو؟ تم اخبار بھی نہیں پڑھتے ہو، میرا بیٹا پھر کیسے معلوم ہو کہ دنیا بھر میں امت مسلمہ پر کیا کیا قیامتیں گزر رہی ہیں کیسے ان کو اور ان کی نسلوں کو مٹایا جا رہا ہے اور دیکھو..... یہ دیکھو اخبار بھرا پڑا ہے خونِ مسلم کی یہ ارزانی دیکھو اس نے اخبار پھیلا کر رکھ دیا، خود بھی دیکھتی جا رہی تھی۔ دیکھا! دیکھ لیا؟

”جی...“ اب فواد کی باری تھی نظریں جھکانے کی اس نے خالہ جانی کی بھیگی ہوئی آنکھیں بھی دیکھ لی تھیں۔

”تو اب میرے بیٹے اس سب کے بعد بھی ہم عید کے لیے چار چار، چھ چھ سوٹ بنوائیں گے، نئے نئے ڈیزائن کے جو تے چپلوں کے ڈھیر لگائیں گے؟ کیا اب بھی ہماری بہو بیٹیاں ہزاروں روپے کے سوٹ سلوائیں گی؟“ . . .

کیا ہزاروں روپے پارلر میں میک آپ اور بالوں کے اسٹائل پر پھونک دیں

گی؟

کیا اب بھی چاند رات کو نوجوان لڑکے، لڑکیاں نئے بیابے جوڑے اور بچوں

والے اپنے بچوں کو ہزاروں کی شاپنگ کرانے نکلیں گے؟

کیا اسی طرح ہمارائی وی عریانی اور فحاشی کے مناظر دکھاتا رہے گا؟
 کیا ہمیں نہیں پتا کہ ہمارے مال میں ان کا بھی حصہ ہے جو بے گھر، بے در
 برستی آگ سے بچنے کے لئے میدانوں میں، خیموں میں پڑے ہیں، ان کا بھی حصہ ہے
 جو تنگ دستی، بیماری کے ہاتھوں مجبور ہیں اور ان کا بھی جو غیر مسلموں کے ہاتھوں قہر و
 جبر، ظلم و ستم کا شکار ہو رہے ہیں..... آہ.....

”مگر ہم کیا کر سکتے ہیں خالہ جی؟“ اس نے تڑپ کر سر اٹھایا اور بولی۔

ہم.....؟ ہم بہت کچھ کر سکتے تھے، مسلسل 8 6 سال سے اشارے ہو رہے
 ہیں! مسلمانو! اٹھو، کچھ کرو اپنے دین کی خاطر، اپنے اللہ کی رضا کے لئے مگر ہم نے کان
 بھی بند کر لیے اور آنکھیں بھی! مسلسل ساٹھ سال سے زیادہ ہمارا وہی حال رہا، تیرے
 امیر مال مست تیرے غریب حال مست اور اب..... اب تو بہت دیر ہو چکی اب تو بس
 اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔ سورۃ توبہ میں فرمان الہی ہے: ”تم نہ اٹھو گے تو اللہ تمہاری
 جگہ کسی اور کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔“
 چند دن بعد عید ہو گی، کیا عید ہو گی بس ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے
 گئے روزوں کی ادائیگی پر شکر انے کی نماز ایک راستے سے مسجد جانا اور دوسرے راستے
 سے واپس آ جا اور مغفرت کی امید لگانا اور بس۔

اچھی خالہ کچھ تو ہو گا نا؟ کچھ تو کر سکیں گے ہم؟

وہ اسی طرح مخاطب کرتا تھا اپنی اکلوتی خالہ کو ہر دفعہ نئے لقب سے پکارنا

اچھا لگتا تھا۔

ہاں بیٹا اس وقت کو انفرادی نہیں اجتماعی استغفار کی ضرورت ہے، ہر جگہ
 مسلمان اٹھتے ہو کر استغفار کریں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کریں، ناک رگڑیں اس
 رحیم و کریم رب کے آگے ہمارے مخلص علماء کو یہ کام کرنا ہو گا۔ کاش وہ کر سکیں۔

خوشبو کاراز

ام ایمن

حضرت علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (م: 768) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”الترغیب والترہیب“ ہے اس میں انہوں نے بہت عجیب واقعات درج فرمائے ہیں، ذیل میں ایک سبق آموز اور عبرت انگیز واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک و عنبر کی خوشبو مہکتی تھی، اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں اس میں کتنا پیسہ بلاوجہ خرچ کرتے رہتے ہیں، اس پر جوان نے جواب دیا، بخدا میں نے زندگی میں نہ کوئی خوشبو خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی۔ سائل نے کہا تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے؟ جوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں، سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے شاید اس سے ہم کو فائدہ ہو۔

جوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ میں ایک خوب رو جوان تھا، میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے، میں ان کے ساتھ دکان میں بیٹھتا تھا، ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا، اور والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ میں اس کے ہاتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔

میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا اور ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا، اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی وہ مجھے دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی اور مجھے برائی کی دعوت دی،

میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، اللہ پاک نے (برائی سے بچنے کے لیے) میرے دل میں ایک بات ڈال دی۔

چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لیے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے، اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لیے صاف کر دو، (مجھے زنا کرنا بیت الخلاء کی گندگی سے بھی زیادہ بر الگ رہا تھا) میں نے بیت الخلاء میں داخل ہو کر اجابت کر کے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا اور اسی حالت میں باہر آیا، جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو کہا: کہ اسے فوراً یہاں سے باہر نکال دو، یہ مجنوں ہے۔

میرے پاس ایک درہم تھا میں نے اس سے ایک صابن خرید کر نہر میں جا کر غسل کیا اور کپڑے دھو کر پہن لیے، میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں، جب میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آکر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے اور معصیت سے بچنے کے لیے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جا رہی ہے۔

چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی، جو میرے بدن اور کپڑوں پر ہر وقت مہکتی رہتی ہے جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ

(جوہر پارے: ص 125: الترغیب والترہیب الیافی)

قارئین کرام! یہ حیاء کی خوشبو ہے، ظاہری خوشبو کے ساتھ اک مومن ان باطنی خوشبوؤں کا اہتمام بھی ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

شیطان کا پھندہ

محمد عقیل

علامہ ابن جوزی چھٹی صدی ہجری کے ایک مشہور عالم، واعظ اور مصنف ہیں۔ آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب تلخیص ابلیس میں شیطان کے پھندوں کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح شیطان انسان پر حملہ آور ہوتا اور اسے راہ راست سے ہٹا دیتا ہے۔

اسی کتاب میں انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی جگہ پر ایک بہت عابد اور زاہد شخص رہا کرتا تھا۔ وہ ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتا اور دنیاوی کاموں سے کوئی رغبت نہ رکھتا تھا۔ ایک دن اس کے محلے کا ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ اس کی بہن کھانے پینے کا ذمہ لے لے کیونکہ کچھ دنوں کے لئے وہ شہر سے باہر جا رہا ہے۔ اس عابد نے حامی بھری۔

اب ہوتا یوں کہ ہر روز وہ لڑکی اس زاہد کے معبد میں کھانے کے وقت آتی اور دروازہ کھٹکھٹاتی۔ عابد دروازے کی اوٹ ہی سے اسے وہ کھانا دے دیتا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ایک دن شیطان نے عابد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ لڑکی اتنی دور سے چل کر آتی ہے، دس لوگ اسے دیکھتے ہیں۔ تو اسے تکلیف سے بچانے کے لئے کیوں نہ عابد ہی اس کے گھر پر کھانا پہنچا دیا کرے۔

عابد کو لڑکی سے بڑی ہمدردی محسوس ہوئی اور اس نے یہی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اب عابد روزانہ اس کے دروازے پر دستک دیتا اور لڑکی اوٹ سے کھانا لے لیتی اور عابد واپس چلا جاتا۔

پھر شیطان نے مزید وسوسہ ڈالا کہ یہ لڑکی اکیلی ہے، اس کی دلجوئی کے لئے کیوں نہ دروازے پر کھڑے کھڑے اس سے بات کر لی جائے۔ اس طرح اس کا دل

بہل جائے گا۔ اس مرتبہ بھی عابد نے عقل کی بجائے وسوسے پر عمل کیا اور وہ لڑکی سے باتیں کرنے لگا۔ جب کچھ دن گزرے تو شیطان نے سمجھایا کہ اس طرح باہر کھڑے ہو کر باتیں کرنا تو مناسب نہیں، چار لوگ دیکھتے ہیں۔ بہتر ہے گھر میں بیٹھ کر دلجوئی کر لی جائے، آخر حرج ہی کیا ہے؟

تو عابد اب گھر کے اندر آکر اس لڑکی سے بات چیت میں مشغول ہو گیا۔ پھر شیطان کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی اور عابد بالآخر زنا کر بیٹھا جس کے نتیجے میں ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا۔ اب شیطان نے اسے سمجھایا کہ یہ تو نے کیا کر دیا، تیری ساری عبادت ریاضت کے باوجود لوگ تجھے مار ڈالیں گے، اگر جان پیاری ہے تو یہ کام تو خود کر۔ پھر کیا تھا، عابد نے لڑکی اور بچے دونوں کو قتل کر کے اسی مکان کے نیچے دفن کر دیا۔

کچھ عرصے بعد اس لڑکی کا بھائی واپس آیا اور اس لڑکی بارے میں پوچھا۔ عابد نے کہہ دیا کہ وہ ایک بیماری کا شکار ہو گئی تھی اس لئے وہ مر گئی اور اسے قبرستان میں دفن دیا گیا ہے۔ بھائی روپیٹ کر خاموش ہو گیا کیونکہ اسے عابد پر یقین تھا۔

ایک دن شیطان اس بھائی کے خواب میں آیا اور یہ دکھایا کہ اس کی بہن کی لاش اسی مکان کے نیچے دفن ہے اور اس کا بچہ بھی ہے اور یہ کام عابد نے کیا ہے۔ بھائی نے جب کھدائی کی تو ساری حقیقت سامنے آگئی۔ اس نے عابد کو قتل کر دیا۔ یوں شیطان نے ایک تیر سے کئی شکار کر لئے۔

یہ ایک حکایت ہے۔ اس کا اطلاق اگر ہم آج اپنی سوسائٹی میں کریں تو شیطان مختلف ہتھیاروں سے لیس ہو کر عورت اور مرد کو ورغلا رہا ہے کہ وہ اپنے رب کی نافرمانی کریں۔ مثال کے طور پر وہ تعلیمی اداروں میں نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ورغلاتا ہے وہ ایک دوسرے کو غلط نگاہ دیکھیں اور بہانا یہی کہ اس سے کیا ہوتا ہے صرف دیکھ ہی تو رہے ہیں۔ جب اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے کے

دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک نوجوان صنف مخالف کی معمولی تکلیف پر بھی اس سے ہمدردی محسوس کرتا اور اسے دور کرنا اپنا فرض عین سمجھتا ہے۔ حیلہ وہی کہ یہ تو ایک اچھا کام ہے۔

اگلے مرحلے میں بات چیت کا آغاز ہوتا ہے جس کے پیچھے یہی محرک ہے کہ بات چیت میں کیا حرج ہے، یہ تو ماڈرن دور ہے، زمانے کے ساتھ چلنا چاہئے ورنہ لوگ دقیانوسی سمجھیں گے۔ اس کے بعد فون پر گفتگو، چیٹنگ، ایس ایم ایس کا تبادلہ اور نوبت ملاقاتوں تک پہنچ جاتی ہے۔

ان سب باتوں کے باوجود ضروری نہیں کہ اس کا منطقی انجام زنا ہی ہو۔ ممکن ہے اس اختلاط کا انجام نکاح ہی ہو لیکن بہر حال شیطان ان طلباء کو اچھے کیریئر، صالح اخلاق، یکسوئی، اور ماں باپ کی فرماں برداری سے تو بالعموم محروم کر ہی دیتا ہے۔ اس کے برعکس منتشر خیالی، بے مقصدیت، وقت کا ضیاع، اعضاء کا گناہ اور خدا کی نافرمانی کے واقعات رونما ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بعض اوقات یہ محفلیں شراب و کباب کی محفلوں تک لے جاتی ہیں تو کبھی رقتابیں قتل و غارت گری کو جنم دیتی ہیں۔ ایک مرتبہ مجھے ایک صاحب نے سوال کیا کہ وہ اپنی کلاس فیلو سے شدید محبت کرتے ہیں اور اسے اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے یہ یقین دلایا کہ یہ محبت بالکل سچی ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف نکاح کرنا ہے اور کچھ نہیں۔

چنانچہ انہیں بات چیت کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ اپنے دل کا حال محترمہ کو بتا سکیں اور کچھ ان کی سن سکیں۔ میں نے انہیں کہا کہ اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے، اور وہ یہ کہ اپنے بزرگ عزیز و اقارب ذریعے بات چیت کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تو وہ پڑھ رہی ہے اور میرے لئے یہ فی الوقت ممکن نہیں۔

میں نے کہا تو کیا ہوا؟ نکاح کی عمر تو آپ کی بھی ہے اور اس کی بھی، رشتہ طے

کر لیں بعد میں شادی ہو جائے گی۔

میں انہیں کہتا رہا کہ آپ کسی معتبر واسطے کے ذریعے بات چیت کریں کیونکہ براہ راست بات کرنے میں کئی فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے لیکن وہ نہ مانے اور مجھ سے بات چیت منقطع کر دی۔

بہر حال شیطان نے ہر مزاج کے لوگوں کے لئے پھندے تیار کر رکھے ہیں۔ ان سب باتوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے اور شیطان کو کھلی چھٹی ہے۔

قرآن کے مطابق شیطان کا کام صرف ورغلا نا اور وسوسے پیدا کرنا ہے اور بس۔ شیطان کسی کو ہاتھ پکڑ کر مجبور نہیں کر سکتا۔ اسی لئے جو بھی شیطان کے جھانسنے میں آگیا تو وہ خود اپنے کئے کا ذمہ دار ہے۔ آخر میں شیطان یہ کہہ کر الگ ہو جاتا ہے کہ میں تمہارے عمل سے بری ہوں۔

کرنے کا کام یہ ہے کہ شیطان کے وسوسوں کو پہچانیں اور اس کے جھانسنے سے بچنے کے لئے کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اس کا تجزیہ کریں اور اپنے رب کی منشا معلوم کریں۔ اگر وہ عمل قرآن و سنت کی روشنی میں درست تو آگے بڑھیں ورنہ اسے شیطان کے منہ پر دے ماریں۔

یہ بلاشبہ ایک مشکل کام ہے لیکن صالح صحبت، قرآن کا فہم، اچھی کتب کا مطالعہ، اپنی شخصیت کا ادراک، اپنے نفس پر قابو پانا اور اپنے رب سے مسلسل دعا شیطان کے حملوں کے سے بچنے کے لئے اکسیر ہے۔ اس جنگ میں ابتدا ہی سے ہتھیار ڈال دینا اپنی زندگی شیطان کے حوالے کرنے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی وساوس سے محفوظ رکھے۔

آمین یا رب العالمین

اور..... کا یا پلٹ گئی!!

اہلیہ مفتی شبیر احمد حنفی

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔

میں ایک سپاہی تھا اور شراب کا رسیا تھا۔ میں نے ایک نفیس باندی خریدی اور وہ میرے دل میں خاص مقام کی مالک بن گئی۔ اس سے میری ایک بچی پیدا ہوئی۔ میں اس بچی کو حد سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ جب وہ زمین پر گھسٹ کر چلنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت اور بڑھ گئی۔ وہ مجھ سے مانوس ہو گئی اور میں اس کے سامنے جب شراب لا کر رکھتا تو وہ آکر کھینچا تانی کر کے میرے کپڑوں پر شراب بہا دیتی جب اس کی عمر دو سال ہو گئی تو وہ مر گئی میرے دل کو اس کے غم نے بیمار کر دیا۔

پندرہ رمضان کو جمعہ کی رات میں شراب کے نشے میں مدہوش تھا میں نے عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ صور پھونکا گیا اور قیامت قائم ہو گئی مردے قبروں سے اٹھائے گئے اور تم مخلوق جمع ہو گئی میں بھی ان میں تھا۔ میں نے اپنے پیچھے سے آہٹ سنی مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدھا ہے کالے رنگ کا آنکھیں نیلی ہیں منہ کھولے میری طرف دوڑ رہا ہے۔

خوف و دہشت کے مارے میں بھاگا راستے میں ایک صاف ستھرے لباس والے بوڑھے شخص کے پاس سے گزر ہوا میں نے سلام کہا اس نے جواب دیا میں نے کہا بابا مجھے اس اژدھے سے پناہ دو تجھے اللہ پناہ دے گا۔

وہ بوڑھا رونے لگا اور کہا میں کمزور اور ضعیف ہوں اور یہ اژدھا زبردست ہے میرے بس میں نہیں آگے چلو اور بھاگو شاید اللہ تیری نجات کی کوئی صورت بنا

دے۔ میں آگے بھاگنے لگا اور بلند جگہ پر چڑھ گیا ادھر سے میں نے جہنم کے طبقات کو جھانک کر دیکھا ان کو ہولناکیاں دیکھیں قریب تھا کہ اژدیے کے خوف سے میں ان میں گر جاتا۔ مجھے کسی نے آواز دے کر کہا چلو یہاں سے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو۔ میں اس کی بات سے مطمئن ہو گیا اور وہاں سے واپس لوٹا تو اژدھا میرے پیچھے تھا میں پھر اسی بابا کے پاس آیا اور کہا بابا میں نے آپ سے درخواست کی کہ اس اژدھے سے میری جان چھڑاؤ آپ نے کچھ نہیں کیا وہ بوڑھا پھر رونے لگا اور کہا میں ناتواں ہوں البتہ تم اس پہاڑ کے پاس جاؤ جہاں مسلمانوں کی امانتیں ہیں اگر تمہاری کوئی امانت ہو تو وہ تمہاری مدد کرے گی۔ میں ادھر گیا تو دیکھا چاندی کا ایک گول پہاڑ ہے اور اس میں جگہ جگہ سوراخ اور روشندان ہیں اور پردے لٹکے ہوئے ہیں ہر روشندان پر سونے کے دوپٹے ہیں اور ان میں قبضے یا قوت کے ہیں اور آرائش موتیوں کی۔ ہر پٹ پر ایک ریشمی پردہ ہے جب میں نے پہاڑ کی طرف نظر دوڑائی تو فوراً اس کی طرف بھاگا اور اژدھا میرے پیچھے تھا جب میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو ایک فرشتے نے آواز دی پردے ہٹا دو دروازہ کھول دو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ شائد اس حاجت مند کی یہاں کوئی امانت ہو جو اسے اس کے دشمن سے نجات دلائے۔

میں نے دیکھا پردے ہٹ گئے اور دروازے کھل گئے اور ان روشندانوں سے بہت سارے بچے میری طرف جھانکنے لگے ان کے چہرے چاند کی مانند تھے اژدھا بھی میرے نزدیک پہنچ چکا تھا میں حیران رہ گیا ان بچوں میں سے ایک نے چلا کر کہا اے سب آؤ اس کا دشمن نزدیک آگیا ہے چنانچہ وہ جوق در جوق کھڑے ہو کر جھانکنے لگے اچانک میری بیٹی جو مر گئی تھی وہ بھی ان کے ساتھ جھانک رہی ہے جب اس نے مجھے دیکھا تو رونے لگی اور کہا ہائے یہ تو میرا باپ ہے پھر اس نے نور کے جھر مٹ میں تیر کی تیزی کے ساتھ چھلانگ لگائی اور میرے سامنے آکھڑی ہوئی اس نے اپنا باپاں

ہاتھ میری طرف بڑھا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو اتر دے کی طرف بڑھا دیا تو وہ بھاگ گیا۔

پھر اس نے مجھے بیٹھایا اور میری گود میں بیٹھ گئی اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری داڑھی پکڑ کر کہا۔

اے ابا جان!

کیا مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے جھک جائیں۔

میں رونے لگا اور کہا اے بیٹی تم لوگ بھی قرآن کو جانتے ہو اس نے کہا ہم تو آپ سے بھی زیادہ قرآن کو جانتے ہیں میں نے کہا اترھے کے بارے میں تو کچھ بتاؤ جو مجھے ہلاک کرنے کے درپے تھا۔ اس نے کہا وہ تیرا برا عمل ہے جس کو تو نے طاقتور بنایا ہے اور وہ تجھے جہنم کی آگ میں ڈبو ناچا ہتا ہے۔

میں نے کہا اس بوڑھے کے بارے میں بتاؤ جو راستے میں ملا اس نے کہا وہ تیرا نیک عمل ہے جسے تو نے اتنا کمزور کر دیا کہ اب وہ برے عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا اے بیٹی تم اس پہاڑی میں کیا کرتی ہو اس نے کہا ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں ہم یہاں قیامت تک رہیں گے تمہارے انتظار میں ہیں جب تم آؤ گے تو ہم تمہاری سفارش کریں گے۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں میں گھبرا کر اٹھا اور صبح کو میں نے شراب چھوڑ دی اور اس کے برتن توڑ ڈالے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ یہ میری توبہ کا سبب ہے۔

معلوم ہوا کہ اولاد اگر بچپن میں فوت ہو جائے تو مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کی مرضی پر راضی رہنا چاہیے کیونکہ یہی نابالغ اولاد آخرت میں کام آنے والی ہے جیسا کہ اس واقعہ سے سبق ملتا ہے۔

دعا کی قوت

النعم چودھری

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ الدعاء هو العبادة کہ دعا کرنا عبادت ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ الدعاء مخ العبادة دعا ہی عبادت ہے۔ دعا مانگنا جس کو آگیا اس نے دنیا و آخرت حاصل کر لی۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ اس لیے شریعت کا مزاج ہے کہ انسان کو ہر موڑ پر دعا کی تلقین کی گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے ہمیں اس بات کا احساس ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتے بھی ہیں اور اپنی رحمت سے قبول بھی فرماتے ہیں۔ تاریخ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ

حضرت بو علی سینا ایک بہت مشہور حکیم گزرے ہیں۔ حکمت کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مریض پر روحانی توجہ بھی ضرور دیتے۔ ان کے ہزار ہا مریضوں کو یقین تھا کہ علاج میں دوا سے زیادہ ان کی دعا کارگر ہوتی ہے۔ ان کی یہ شہرت بادشاہ وقت تک بھی پہنچ چکی تھی۔

ایک بار بادشاہ کا اکلوتا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس کے علاج کے لئے بادشاہ نے پورے ملک سے ہندو، سکھ، عیسائی، عطار طلب کر لئے۔ بہت دن علاج کروایا مگر بادشاہ کے بیٹے کا جس قدر علاج کیا گیا مرض اتنا ہی بڑھتا گیا۔

کسی نے بادشاہ کو بو علی سینا کے بارے میں یاد کروایا۔ بادشاہ نے فوراً ایک قاصد حکیم صاحب کی خدمت میں بھیجا، جو نہایت عزت و احترام سے بو علی سینا کو بادشاہ کے دربار تک لایا۔

جب آپ وہاں پہنچے تو بادشاہ کے بیٹے کے ارد گرد قسم قسم کے حکیم، عطار، جادو گر اور کہنہ مشفق سنیا سی بیٹھے تھے وہ سب کے سب بو علی سینا کو دیکھ کر متفکر ہو گئے

اور آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔

ایک نے دوسرے سے کہا سنا ہے کہ یہ دوا کے ساتھ ساتھ کوئی دم درود بھی پڑھتا ہے جس سے مریض ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ان دونوں نے آپس میں مشورہ کر لیا کہ آج بو علی سینا کو اس بات پر شرمندہ کر کے بھرے دربار میں خوار کریں گے۔

بادشاہ نے بو علی سینا سے درخواست کی کہ وہ شہزادے پر خصوصی توجہ عنایت فرمائیں۔

بو علی سینا نے شہزادے کی نبض اپنے ہاتھ میں پکڑی اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر آنکھیں بند کر کے قرآنی آیات پڑھتے رہے۔

ایک ہندو عطار نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ حکیم صاحب! دوا کیجئے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ جو الفاظ آپ پڑھ رہے ہیں ان الفاظ کا شہزادے پر کوئی اثر بھی ہو گا؟ آپ نے قرآنی آیات کو روک کر اس شخص کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ”آپ نہایت احمق اور جاہل ہیں“

یہ دو الفاظ سن کر اس شخص کا رنگ پہلے خجالت سے پیلا پڑ گیا، پھر غصے سے سرخ ہو گیا اور پھر اپنی حالت پر واپس آ گیا اس تبدیلی کو وہاں بیٹھے ہر شخص نے محسوس کیا۔ آپ نے انتہائی انکساری سے فرمایا۔

میرے ان دو لفظوں میں اتنی طاقت تھی کہ تمہارا رنگ پہلے پیلا اور پھر سرخ ہو گیا تو کیا وہ کلام الہی جو میں پڑھ رہا ہوں وہ بے اثر ہو جائے گا؟

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی کلام الہی کی طاقت سے شہزادہ تھوڑی دیر میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بادشاہ وقت بو علی سینا کے پیروں میں گر پڑا۔

باقی تمام معالجوں سے معذرت کر لی اور بو علی سینا نے دوا اور دعا دونوں طریقوں سے شہزادے کا علاج کیا اور اللہ کے حکم سے شہزادہ صحت یاب ہو گیا۔

”جان ہے تو جہان ہے“

حکیم محمد اشفاق

زندگی میں انسان اسی طرح بہت سی چیزوں کو خود پر نشے کی حد تک طاری کر لیتے ہیں۔ کہ ان چیزوں کے بغیر چلنا تو درکنار کبھی کبھار سانس لینا بھی دشوار لگنے لگتا ہے۔ صرف ایک سگریٹ ہی نشے کی لت نہیں کہ جس کا شکار ہونے پر انسان کو اس کے بغیر جینا ناممکن لگنے لگے بلکہ آج کے انسانوں کو تو انٹرنیٹ کے بغیر بھی بالکل ویسای ہی بے چینی محسوس ہونے لگتی ہے جس طرح کی بے زاری انسان کو پسندیدہ چیز ناملنے پر ہونے لگتی ہے۔ انسان کو آج زندگی میں تبدیلیوں کی از حد ضرورت ہے تاکہ انسان کی زندگی کا صحت مندانہ سلسلہ جاری و ساری رہ سکے۔

1: آج ہم پانی کو پیتے تو ہیں مگر اس طرح نہیں اور اتنا نہیں جتنا کہ پینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر کوئی اس انتظار میں رہتا ہے کہ کب شدید پیاس سے نڈھال ہو جائیں تب جا کر پی کر آئیں۔ جبکہ پانی کو تو تھوڑا تھوڑا پیاس لگنے سے پہلے پیتے رہنا چاہئے۔ ہر گھنٹے میں ہر تھوڑی دیر بعد تھوڑا سا پانی آپ کی فریشنس کو برقرار رکھتا ہے۔ انسان پانی متناسب پئے تو تھکن تک سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

2: آج ہم نے زندگی کو ہر طرح سے انٹرنیٹ اور آلات کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ یہ آلات کے ساتھ پکڑن پکڑائی نے ہی ہمیں مزید تھکانا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ صرف آلات آنکھوں کو ہی نہیں آپ کے دماغ کو بھی شدید ترین نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آپ کو وقت سے پہلے بوڑھا کر رہے ہیں۔ خواہ ٹی وی ہو موبائل ہو انٹرنیٹ ہو ان کے استعمال کا وقت اور مقصد متعین کریں۔ آپ نے اتنے مخصوص وقت کے لئے اگر استعمال کرنا ہے تو آخر کیوں کرنا ہے آپ کے پاس وجہ ہونی چاہئے تاکہ آپ بلا وجہ

میں استعمال برائے استعمال کرتے کرتے ناصر ف یہ کہ دن کا اچھا خاصا وقت برباد کریں بلکہ کچھ حاصل وصول بھی نہ ہو۔

3: زندگی میں مشاغل کو پروان چڑھائیں کیونکہ ٹی وی اور سوشل میڈیا مشاغل میں نہیں مگر وقت کو قتل کرنے میں زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ہے کہ آپ اچھے مقاصد کے لئے بھی سوشل میڈیا کو ضرور استعمال کر سکتے ہیں مگر یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ ہمیشہ ہی اس کے استعمال میں مشغول رہیں گے تو فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایک اچھی چیز کا حد سے زیادہ استعمال بھی نقصان کا ہی باعث بنتا ہے۔

مشاغل وہ ڈھونڈیں جس سے بھلا آپکا بھی ہو اور دوسروں کا بھی۔ ذہنی اور شخصی بہتری بھی حاصل ہو۔ ہر روز بھی اگر اپنے مشغلے کو وقت نہ دے سکیں تب بھی آپ اس کو ہفتے میں دو یا تین دن وقت ضرور دیں۔

4: فطرت کے قریب رہنا سیکھیں کیونکہ فطرت کے اندر طاقت ہے جو کہ انسان کو اندر تک سے صحت مند اور پرسکون کرتی ہے۔ انسانوں کے پاس باغات میں جانے کے مواقع آرام سے موجود ہیں۔ آپ جا سکیں تو مینے میں ایک دفعہ بھی دو گھنٹے سکون سے گزار کر آئیں تو آپ کو خود کو بھی اچھا اور بہتر محسوس ہوگا۔ اور خاصے دنوں تک۔

5: صحت مند کھانا سیکھیں۔ ہم لوگ بہت زیادہ مرغن اور تیز مرچ مسالوں کے عادی ہوتے جا رہے ہیں یہ سوچے سمجھے بغیر کہ آگے زندگی میں یہ چیزیں ہمیں یابی بلڈ پریشر اور معدے کے السر میں مبتلا کر رہی ہیں۔ حت آپکی اپنی ہے کبھی بھی کوئی حکومتی نمائندہ آپ کی صحت کے لئے آگے نہیں آئے گا آپ کو خود آگے آنا ہوگا اور صحت مند اقدامات کرنے ہوں گے جو کہ آسان ہے۔

ہر صورت کو شش کریں کہ گھر کا بنا کھانا کھائیں۔ مرچ مسالہ مناسب مقدر

میں استعمال کریں۔ کھانا نہ بہت ٹھنڈا کھائیں نہ بہت زیادہ گرم کھائیں۔ پیٹ مکمل بھر کر نہ کھائیں۔ کچھ جگہ پیٹ میں رکھ کر کھائیں۔ کھاتے ساتھ سوئیں نہیں۔ کھانے کو کم آنچ پر پکائیں بہت تیز آنچ پر پکا ہوا کھانا غذا بیت کو ضائع کر دیتا ہے۔

6: سوفٹ ڈرنکس اور جو سسز سے پرہیز کریں اور کوشش کریں کہ گھر کے بنے مشروبات ہی پیئیں۔ سوفٹ ڈرنکس سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ان کو گھر میں لا کر نہ رکھیں اس سے بھی ناپینے میں آسانی رہتی ہے۔

7: جن چیزوں کو آپ کھانا یا پینا نہیں چھوڑ سکتے ان چیزوں کے نقصانات ڈھونڈ کر پڑھنا شروع کر دیں کیونکہ اس طرح آپ کو آہستہ آہستہ خود ہی اس طرح کی چیزوں سے نفرت سی ہونے لگے گی۔

8: انسان کا ذوق تبدیل ہو تا رہتا ہے آپ جو برانڈ استعمال کرتے ہیں اور جو چیزیں کھاتے ہیں وہی آپ کا ٹیسٹ بناتی ہیں آپ آہستہ آہستہ صحت بخش چیزیں کھانا شروع کریں آپ کو وہی اچھی لگنے لگیں گی۔ ایک وقت آئے گا کہ آپ کو خود کو بھی غیر صحت بخش چیزوں سے نفرت سی ہونے لگے گی۔

9: تازہ پھل اور سبزیاں استعمال کریں ہمارے ملک میں اب بھی بہت سے پھل اور سبزیاں ایسے ملتے ہیں جو کہ کم قیمت ہیں اور صحت بخش بھی ہیں۔ رنگ برنگی فاسٹ فوڈ کی جگہ ان چیزوں کو خرید کر کھائیں آپ کو فائدہ بھی پہنچے گا اور صحت بنے گی۔

10: صحت کا خیال رکھنا ہم سب پر فرض ہے۔ یہ بھی اللہ کی دی ایک نعمت اور امانت ہے۔ جوانی میں ہی خیال رکھنا سیکھ لیں آپ کی زندگی بن جائے گی۔ دواؤں اور بیماریوں کا خرچ بچے گا۔ بڑھاپا اچھا گزرے گا۔ زندگی پر لطف لگے گی۔ صحت ہو تو انسان ہر طرح کے حالات سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ

”جان ہے تو جہان ہے۔“

رحمِ دلی

فائزہ مجید

ایک عورت نے ایک نہر کے کنارے جا کر اپنی گود میں چھپائی ہوئی کوئی چیز زمین پر رکھ دی۔ زمین پر اس چیز کے رکھتے ہی ایک باریک سی آواز ابھری۔ جیسے کوئی بچہ رورہا ہو۔ عورت نہر میں پانی پینے جھکی تو توازن قائم نہ رہ سکا اور وہ گر کر بہتی ہوئی دور چلی گئی۔

یہ سارا تماشا قریب ہی ایک درخت پر موجود ایک بندر اور بندر یادیکھ رہے تھے۔ عورت کے ڈوبتے ہی دونوں چھلانگ لگاتے ہوئے نیچے پہنچے اور بندر یانے جھپٹ کر کپڑے میں لپٹے بچے کو اٹھالیا۔ بچہ مسلسل روئے جا رہا تھا۔

بندر بولا: ”لگتا ہے بھوکا ہے۔“

بندر یانے جھٹ اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ بچہ چپ ہو گیا۔

بندر یانے بچے کو دیکھتے ہوئے بولی: ”کتنا پیارا ہے۔ لگتا ہے ایک دو دن سے زیادہ اس کی عمر نہیں۔ یہ اب میرا بچہ ہے۔ اب میں ہی اسے ماں بن کر پالوں گی۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟“

”نہیں، کسی بے سہارا کو سہارا دینا تو بڑی اچھی بات ہے۔“

چند دنوں کے بعد پورے جنگل میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ ایک بندر اور بندر یانے ایک انسانی بچے کو گود لے لیا ہے۔ جنگل کے جانور بندر یا اور بندر کی گود میں انسانی بچے کو دیکھتے تو حیران بھی ہوتے اور خوش بھی۔

ایک دن ایک کوئے نے آکر بندر اور بندر یا کو جنگل کے بادشاہ کا پیغام دیا:

”تم دونوں کو بادشاہ سلامت نے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے اور اس انسانی بچے

کو بھی ساتھ لے کر آنے کی تاکید کی ہے۔ “دونوں فکر مند ہو گے۔

”بادشاہ سلامت نے کیوں بلایا ہے؟“ بندر یا بولی: ”مجھے تو ڈر لگ رہا ہے میں

نہیں جاؤں گی۔“

اپنے خوف کو چھپاتے ہوئے بندر بولا۔ ”ڈرنے کی کیا بات ہے۔ ہم نے کوئی

جرم تو نہیں کیا ہے۔“

بندر یا بولی: ”میرے اس بچے کا تعلق انسانوں سے جو ہے۔ شیر، چیتے اور

بھیڑے انسانی خون اور گوشت کے شوقین ہوتے ہیں۔ میں تو صدمے سے مر جاؤں گی

اگر اس بچے کو کچھ ہوا تو۔“ یہ کہتے کہتے وہ رو پڑی

”حضورِ والا! یہ بچہ ہم نے کسی انسانی بستی سے نہیں اٹھایا۔ یہ ہمیں یہیں جنگل

کے کنارے والی نہر سے ملا تھا۔“

”اچھا۔! کیا انسانی بچے بھی ہمارے بچوں کی طرح پیدائش کے چند گھنٹوں

کے بعد چلنے پھرنے لگتے ہیں کہ آدمی کا یہ بچہ اپنی بستی سے بھاگتا ہوا ہمارے جنگل میں

چلا آیا؟

کئی درباری جانور ہنس پڑے۔ شیر نے خونخوار نگاہوں سے ان کی طرف

دیکھا تو سب سہم کر چپ ہو گئے۔

اب شیر نے بندر کو مخاطب کیا: ”سچ سچ بتاؤ اس آدمی کے بچے کو تم کہاں سے

لائے ہو؟

بادشاہ سلامت! ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ ہمیں یہ بچہ وہیں سے ملا ہے۔“ اس

کے بعد اس نے وہ سارا واقعہ کہہ سنایا جو انہوں نے دیکھا تھا۔ پھر بولا ”ہم سے اس ننھے

بچے کا رونانہ دیکھا گیا اور ہم نے فوراً درخت سے نیچے آکر اسے اپنی گود میں اٹھالیا۔“

شیر نے سب جانوروں کی طرف دیکھ کر کہا: ”اس بندر اور بندر یا نے اس

تھی سی جان کو بچا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہم جانور، انسانوں کی طرح بے درد نہیں ہوتے۔ ہمارے سینوں میں انسانوں سے کہیں محبت بھر ادل ہوتا ہے۔“ اتنا کہہ کر شیر ذراڑکا پھر اپنی بات آگے بڑھائی:

”جو بچوں سے محبت نہیں کرتا وہ حیوان ہے شیطان ہے قابل نفرت ہے اور یہ انسان۔۔۔ اشرف المخلوقات کہلوانے والے یہ لوگ اپنے بچوں پر بھی رحم نہیں کرتے۔ کیوں میاں مٹھو! میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں؟“

اس نے طوطے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”تم لوگوں نے تو انسانوں کے بہت قریب سے دیکھا ہے اور تمہارا یہ نام بھی انہی لوگوں نے دیا ہے۔“

”جی ہاں عالم پناہ! آپ درست فرما رہے ہیں۔ انسان اپنی انسانیت کا بڑا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں مگر ذرا اسی بات پر آپس میں بری طرح لڑتے ہیں۔ انسانی درندگی کا یہ عالم ہے کہ اپنے مخالف کے بچوں تک کو معاف نہیں کرتے۔ ہمیں میاں مٹھو کہنے والے یہ لوگ ہمیں طوطا چشم بھی کہتے ہیں۔“

جب ہم کسی طرح ان کے پنجرے سے فرار ہو جاتے ہیں تو وہ ہمیں تو چشم ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ گویا انہوں نے ہمیں قید کر کے ہم پر بڑا احسان کیا تھا۔“

”جان کی امان پاؤں تو میں بھی کچھ عرض کروں۔“ ایک کوا بولا۔

”بولو، کیا کہنا چاہتے ہو۔“ شیر نے کہا۔

”انسانوں نے نہایت خطرناک قسم کے ہتھیار بنائے ہیں۔ جو پلک جھپکتے میں ہزاروں کو موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ وہ بے دھڑک ان کا استعمال کرتے ہیں اور اپنے جیسے ہزاروں انسانوں کو مار ڈالتے ہیں۔“

کواڑ کا تو شیر بولا: ”یہ ہے ان کی درندگی کا حال۔ جو وہ ہم کو درندہ اور خونخوار کہتے ہیں مگر ہم تو اپنے جیسے کسی جانور کا شکار کبھی نہیں کرتے۔ کوئی شیر کسی شیر کو، کوئی

بھیڑ یا کسی بھیڑیے کو نہیں مارتا۔

مگر یہ انسان ایسی درندگی کے بعد بھی اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔“

”میں کچھ عرض کروں اجازت ہے؟ ایک اُلونے پوچھا۔ اجازت ہے۔“

”بادشاہ سلامت! انسانوں کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ غلط نہیں

ہیں مگر سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔“

ان میں بڑی تعداد میں بہت اچھے انسان بھی ہوتے ہیں جو تمام انسانوں کی

بھلائی اور بہتری کے لئے اچھے اچھے کام کرتے ہیں۔ اور بُرے انسانوں کو بُری باتوں

سے روکنے کے لئے بڑی جدوجہد کرتے ہیں۔ ان کی بے شمار اچھی باتیں ہیں جن کی وجہ

سے اشرف المخلوقات کہلاتے ہیں۔“

دربار ختم ہونے کے بعد بندر اور بندریا بہت خوش خوش اپنے گھر لوٹے۔

بندر بولا: ”دیکھو ہماری نیکی کی بادشاہ نے بھی تعریف کی۔ تم خواہ مخواہ ڈر ہی تھیں۔“

”ہاں، اللہ کی مہربانی سے ہمارے بچے پر کوئی آنچ نہیں آئی۔“

دونوں اپنے بچوں کی طرح اس انسانی بچے کو بھی پالنے لگے۔ وقت کے ساتھ

ساتھ یہ بچہ بڑا ہونے لگا اور بندر کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کو دے لگا۔

اب وہ اسے مختلف قسم کے پھل لاکر کھلانے لگے یہ بچہ بھی بندر کے بچوں کی

طرح پیروں اور ہاتھوں کے سہارے بھاگنے دوڑنے اور درختوں کی شاخوں پر اُچھلنے

کو دے لگا۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب وہ اپنی خوراک کا بندوبست خود کرنے لگا اور جہاں

اس کا جی چاہتا اکیلے آنے جانے لگا۔ جنگل کے جانور بھی اسے اپنے جیسا جانور سمجھنے لگے

تھے۔

ایک دن ایک شکاری کا گزر اس جنگل کی طرف ہوا تو اچانک اس کی نظر اس

انسان نما جانور پر پڑی: ”ارے! یہ کیسا بندر ہے۔ اس کی شکل و صورت تو بالکل

انسانوں جیسی ہے۔“

اس نے دل ہی دل میں کہا۔ وہ ایک جگہ چھپ کر اسے دیکھنے لگا۔
یہ یقیناً انسان ہے لیکن اس کی پرورش جنگلی جانوروں کے درمیان ہوئی ہے
اس نے سوچا کہ اسے پکڑ کر انسانوں کی آبادی میں لے جانا چاہیے تاکہ وہ دوبارہ انسان
بن سکے مگر اسے پکڑنا بڑا مشکل کام تھا۔ وہ انسانی بندر اسے دیکھتے ہی بھاگ جاتا تھا۔
شکاری نے یہ ترکیب نکالی کہ پھل اور کھانے کی مختلف چیزیں لا کر زمین پر
ڈال دیتا اور چھپ کر اس پر نظر رکھتا۔ اس کے ساتھ دوسرے بندر بھی وہاں آنے
لگے۔ کئی دنوں کے بعد شکاری کھانے کی کچھ ایسی چیزیں لایا جن میں اس نے بے ہوشی
کی دوامدادی تھی۔

انہیں کھا کر جب سارے بندر بے ہوش ہو گئے تو شکاری نے اس انسان
نما بندر کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور اپنے شہر لے آیا۔ اب اس نے اسے دوبارہ انسان
بنانے کے تمام جتن کر ڈالے۔ اسے نہلایا اور انسانوں جیسے کپڑے پہنائے۔ اسے
کھانے پینے کی اچھی اچھی چیزیں دینے لگا۔

اس کے سونے کے لئے آرام دہ بستر کا بندوبست کیا مگر یہ سب اس کو اچھا
نہیں لگتا تھا وہ اور خوں خاں کر کے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا۔

شکاری نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح وہ اس کی بات سمجھنے لگے اور اپنی
بات سمجھانے لگے مگر اس کی ساری کوشش بے کار ثابت ہوئی۔ ایسا لگتا تھا جیسا اسے
انسانوں کی کوئی بات پسند ہی نہیں اور نہ وہ انسانوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ شکاری نے
اسے اپنی نگرانی میں رکھا تھا۔

اس کے باوجود ایک دن موقع ملتے ہی وہ انسانوں کی بستی سے جنگل کی طرف
بھاگ گیا جہاں اس کے ماں باپ اس کے بغیر ادا ہے۔

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

فون نمبرز	علاقہ	ایجنسی ہولڈرز
03342028787	کراچی	دارالایمان
03338639255	سیالکوٹ	قاری عبدالوکیل عزیز
03136969193	اداکاڑہ	مولانا محمد دلاور
03008091899	تصور	مولانا عبداللہ قمر
03212374824	حافظ آباد	مولانا عبداللہ شہزاد
03319143483	ٹانک	محمد رئیس
03153759031	لاہور	مولانا خالد زبیر
03335912502	چکوال	مولانا خالد زبیر
03052475330	فورٹ عباس	مولانا غلام مرتضیٰ
03356351893	ڈیرہ غازی خان	مولانا محمد صدیق
03136333497	بہاولپور	مکتبہ ختم نبوت
03023501755	مانسہرہ	قاضی اسراریل گڑنگی
03219192406	پشاور	مولانا طارق حسین
03067800751	سرگودھا	مولانا امان اللہ حنفی
03336228425	کبیر والا	مولانا محمد اختر
03343682508	ڈیرہ اسماعیل خان	ذوالقرنین

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

- شعبہ حفظ القرآن الکریم
- شعبہ درس نظامی
- ایک سالہ تخصص فی تحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان
- شعبہ تصنیف و تالیف
- بارہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان
- تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)
- ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اور صبح ۱۰ بجے
- ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین و سالکین)
- ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء
- (شعبہ رسائل و جرائد) فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)
- مکتبہ اہل السنّت والجماعت (فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)
- مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)
- احناف میڈیا سروسز www.ahnafmedia.com
- (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)
- احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)
- آن لائن دارالافتاء: mufti@ahnafmedia.com
- واٹس ایپ سروس: **India: 0320-4117383 / Pakistan: 0304-6109956**
- **Arab Countries: 0305-2134811 / Other Countries: 0306-8445718**

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، فطر، صدقات کی مدد میں تعاون فرمائیں

میزان بینک سرگودھا

اکاؤنٹ نمبر
1401-0100725862

بنام محمد الیاس

خط و کتابت مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com +92-321-423-1173 048-3881487

IBAN: PK41MEZN0014010100725862